جدید سائنسی ٹیکنک

# کلوننگ





مجاہد الاسلام قاسمی

اسلامک فقہ اکیڈمی
(انڈیا)

جدید سائنسی ٹیکنک

# کلوننگ

ترتیب

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

اسلامک فقہ اکیڈمی ( انڈیا )

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | جدید سائنسی ٹیکنک ـ کلوننگ |
| مرتب | : | قاضی مجاہد الاسلام قاسمی |
| صفحات | : | ۸۴ |
| تعداد اشاعت | : | ۱۰۰۰ |
| سن اشاعت | : | فروری ۲۰۰۰ء |
| کمپوزر | : | انوار الوفاء اعظمی |
| پروف ریڈنگ | : | صفدر زبیر ندوی |
| قیمت | : | ۵۰/روپے |
| ناشر | : | اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) |

## ملنے کا پتہ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

۱۶۱ـ ایف، جوگا بائی، جامعہ نگر، پوسٹ بکس ۹۷۴۶

نئی دہلی ـ ۱۱۰۰۲۵

فون و فیکس: ۶۸۲۱۷۷۹

# فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز کے بقول 'دنیا میں فسق و فجور میں جتنا اضافہ ہوگا اسی قدر نئے مسائل میں بھی روز افزوں زیادتی ہوتی رہے گی'۔

علم و تحقیق کے میدان میں ترقی تو شریعت میں مطلوب ہے لیکن تحقیق کا رخ اگر صحیح نہ ہو تو اس سے بہت سے ایسے مفاسد بھی پیدا ہونے لگتے ہیں جو انسانی اور اخلاقی قدروں اور خود انسانیت کیلئے تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں سائنس و ٹکنالوجی کا یہ رخ کہ خلانوردی کے ذریعہ سیاروں کی تسخیر کی جائے اور زندگی کے نئے امکانات تلاش کئے جائیں اور اس وسیع کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت کی نشانیوں کا مشاہدہ کیا جائے قابل فہم ہے اور اس سے قرآن کی بیان کردہ صداقتوں کا انکشاف ہوتا ہے اور نئے دلائل سامنے آتے ہیں۔

لیکن تحقیق و ریسرچ کا وہ پہلو جس کو 'ہندسہ وراثیہ' (Genetic Engineering) کا نام دیا جاتا ہے اس نے اس وقت کافی خطرناک رخ اختیار کرلیا ہے۔

اگر تحقیق کا دائرہ صرف اس حد تک رکھا جاتا جس سے تخلیق کے عمل کو سمجھنے میں مدد ملتی اور جس کے نتیجہ میں بے شمار طبی اور دوسرے فوائد حاصل ہوتے تو یہ معاملہ بھی مطالعہ 'انفس' کا ایک

حصہ قرار دیا جاتا جس سے قدرت کی نشانیوں کو سمجھنے میں مدد ملتی اور انسان کے ایمان ویقین میں مزید اضافہ ہوتا جیسا کہ بہت سے غیر مسلم ڈاکٹروں نے غیر جانبدارانہ تجزیہ کر کے قرآن کی حقانیت کا اعتراف کیا ہے اور بعض نے تو اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔

لیکن ہر طرح کے اخلاقی ضابطوں اور دینی قدروں سے بے نیاز تحقیق اور ریسرچ نے ھندسہ وراثیہ یا جنیٹک انجنیر نگ کے موضوع کو غلط رخ کی طرف موڑ دیا ہے۔

اس سلسلہ کا ایک نازک اور حساس مسئلہ وہ ہے جسے کلوننگ (انسانی فوٹو کاپی) کا عنوان دیا گیا ہے اور اس وقت ساری دنیا میں بحث و گفتگو کا موضوع بنا ہوا ہے، خوش آئند بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے فقہاء اس مسئلہ سے غافل نہیں ہیں، اور وہ شرعی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر مراکش کے شہر الدار البیضاء میں منعقد ہونے والا سمینار ہے جس کا انعقاد کویت اور مراکش کے تعاون سے اور 'منظمة الطب الاسلامی' کویت (جو ایک نہایت فعال اور متحرک ادارہ ہے اور جس نے گذشتہ چند برسوں میں کئی سمینار منعقد کیے ہیں اور متعدد نئے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے) اور علوم انسانی سے متعلق مراکشی ادارے کے باہمی تعاون سے اس اہم اور نازک مسئلہ پر کیا گیا، اور کافی احتیاط سے تجاویز منظور کی گئیں۔

اسی طرح آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس (منظمة المؤتمر الاسلامی) کے ماتحت اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ میں بھی اپنے ایجنڈے میں اس مسئلہ کو شامل کر کے مناسب تجویزیں منظور کیں۔

'اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا' نے اپنے دسویں فقہی سمینار منعقدہ بمبئی مورخہ ۲۴ تا ۲۷ر اکتوبر ۱۹۹۷ء میں اس حساس موضوع کو زیر بحث بنایا، اور محتاط فیصلے کئے۔

زیر نظر کتابچہ میں اسی اہم موضوع سے متعلق ان مقالات اور تحریروں کو یکجا کر دیا گیا ہے جو دسویں سمینار میں پیش ہوئیں، ساتھ ہی مراکش سمینار اور اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے فیصلوں کا اردو

ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے، سمینار میں بعض ماہرین نے کلوننگ کے تعارف پر مفصل تقریریں کی تھیں، انہیں بھی شامل کرلیا گیا، اس طرح کلوننگ کے موضوع پر اس کتابچہ میں مسئلہ کا تعارف بھی ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے جائزہ بھی اور علماء کرام کے اجتماعی فیصلے بھی، یقیناً کلوننگ کا یہ موضوع ابھی ختم نہیں ہوا ہے، بلکہ جدید تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے، آنے والے دنوں میں اس سلسلہ کی جو تحقیقات اوران کے نتائج ظاہر ہوں گے، یہ بحثیں انشاء اللہ ان میں رہنما بنیں گی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نافع بنائے اور اکیڈمی کی تحقیقی کوششوں کا سلسلہ جاری وساری رہے، آمین۔

مجاہد الاسلام قاسمی

(امین عام مجمع الفقہ الاسلامی الہند)

۲۸ر جنوری ۲۰۰۰ء

۲۰ر شوال المکرم ۱۴۲۰ھ

# کلوننگ کا تعارف

١۔ قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

٢۔ ڈاکٹر اسلم پرویز

٣۔ محمد فہیم اختر ندوی

٤۔ ڈاکٹر محمد ہیثم خیاط

# کلوننگ

## ایک غور طلب سائنسی تحقیق

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

کلوننگ اس وقت ایک عالمی مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے اور بین الاقوامی طور پر اس پر بحث ہورہی ہے، کلوننگ ایک ایسی سائنسی تحقیق ہے جس پر عمل درآمد کے بعد کئی طرح کے سماجی مسائل پیدا ہوسکتے ہیں اور انسانی دنیا میں کئی طرح کے اقدار اور Values کے بارے میں بڑے نازک سوالات پیدا ہوسکتے ہیں، Media نے اس مسئلہ کو جس طرح پیش کیا اس سے ایسا محسوس ہوا جیسے تخلیق انسانی کی قوت اور تخلیق انسانی پر قدرت حضرت انسان نے حاصل کرلی ہے، اس طرح وہ اعتقاد جس کے مطابق ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ قدرت خلق صرف اللہ کے پاس ہے، خلق میں شرکت اور صفت خلق میں شرک کا گمان پیدا ہوتا ہے ﴿أ أنتم تخلقونه أم نحن الخالقون﴾ (ہم پیدا کرتے ہیں یا تم پیدا کرتے ہو)۔

اس وقت سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سائنس موجد اور خالق نہیں ہے، سائنس کاشف ہے، وہ پردہ اٹھاتی ہے، سائنس کسی شئ کو وجود نہیں بخشتی بلکہ اس شئ کے وجود کا راز جان کر اس سے پردہ اٹھادیتی ہے، سائنس مبدع نہیں ہے۔ بغیر نمونے اور بغیر Material کے، اور بغیر کسی سابق سے موجود مادہ کے کسی شئ کو پیدا کرنا اور اس کے راز کو جان لینا دونوں میں بہت بڑا فرق ہے، روز بروز ترقی پذیر سائنس ان حقائق کا انکشاف کرتی ہے جن سے قدرتِ الٰہی اور حکمت الٰہی پر انسان کا ایمان بڑھتا جائے، وزادته إيمانا، ﴿علم الإنسان مالم يعلم﴾ (انسان کو وہ کچھ بتایا جو انسان نہیں جانتا تھا)۔

اس موقع پر اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ علامہ ابن خلدون نے اپنی کتاب مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں جہاں علم کیمیا پر بحث کی ہے وہاں انہوں نے یہ سوال چھیڑا ہے کہ پیدائش کا جو فطری اور عادی طریقہ ہے، کیا رحمِ مادر سے باہر بھی کسی وجود اور کسی حیوان کا وجود ممکن ہے یا نہیں، وہاں پر یہ عجیب وغریب بحث ابن خلدون نے کی ہے، ظاہر ہے کہ وہ بہت قدیم علماء میں ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ مرد کے مادۂ منویہ اور عورت کے رحم میں موجود بیضہ کا باہم امتزاج اور پھر ان کو ایک مخصوص حرارت اور مخصوص ماحول جو رحم مادر میں میسر ہے فراہم کر دیا جائے، یعنی اگر وہی درجۂ حرارت اور وہی پورا معتدل ماحول جو رحمِ مادر کا ہے، خارج رحم میں پیدا کیا جا سکے تو غیر عادی طریقہ پر ماں کے رحم سے باہر بھی تخلیق وجود میں آسکتی ہے۔ بہت قدیم زمانہ میں ابن خلدون نے یہ بات لکھی تھی، چونکہ وہاں Applied Science اور Practically اور عملی سائنس کم تھی، نظریاتی تحقیق زیادہ تھی، اس لئے ان کے سامنے اس کی کوئی عملی صورت موجود نہیں تھی کہ ماں کے رحم سے باہر یہ ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے، لیکن کیسے کیا جائے تو اگلا جملہ انہوں نے لکھا کہ ایسا کرنا گو یا دشوار اور مشکل ہے، لیکن بنیادی طور پر انہوں نے اس امکان کو تسلیم کیا جس کے نتیجے میں Test Tube Baby اور پھر آگے ترقی کرتے کرتے ہم کلوننگ تک پہونچے۔

یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ عادت اللہ یہ ہے کہ وہ اسباب کے ساتھ مسبب کو مربوط کرتا ہے، ربط العلة بالمعلل اور ربط السبب بالمسبب، یعنی اسباب کی تخلیق فرماتا ہے اور اسباب کے واسطے سے مسبب اور نتیجے کو نکالتا ہے، سائنس در اصل اس سبب اور مسبب کے رشتے کی تحقیق میں مشغول ہے، قدرت نے کس سبب سے کون سا نتیجہ نکالا ہے، سبب پر کس طرح مسبب اور نتیجہ معلق ہے، سائنس اس رشتہ کی دریافت کرتی ہے، یہ جو پورا اسباب و مسببات کا نظام عادی ہے جس کو ہم عادت اللہ کہتے ہیں سائنس اس پر تحقیق کرتی ہے اور پتہ چلاتی ہے، پھر جب وہ اس کو تجربہ میں لاتی ہے، اور جب Laboratory میں اس پر عمل کیا جاتا ہے اور ان سائنسی نظریات کو تجربہ کی دنیا میں Apply کیا جاتا ہے، تو کرتے کرتے اچانک وہ راز وا ہوتا ہے اور منکشف ہوتا ہے۔ ظاہر ہے

کہ وہ سائنسداں جس کو اچانک اس نتیجہ پر پہونچنا ہوگا بلاشبہ اس کے اندر قدرت الٰہی کا ادراک ہونا چاہئے، اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسے سربسجود ہوکر کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سارے کائنات کا خالق ہے اور اس کی حکمت کا کچھ مقابلہ نہیں کیا جاسکتا، وہ اللہ بدیع السمٰوٰت والأرض ہے، تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں اسلام اور علم کی روشنی میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس طرح کے سائنسی انکشافات، خواہ کہیں سے کسی مرحلہ تک پہونچ جائیں، ہم اہل ایمان اور اصحابِ رسول وقرآن کو اس میں کوئی فکری وذہنی دھچکا نہیں لگتا، ہم سمجھتے ہیں کہ کائنات کے راز کو قدرت نے مستور کیا ہے اور انسان میں اس کے علم اور اس کی تحقیق کی صلاحیت دی ہے، اس اعلان کے ساتھ کہ اے انسان جتنا کچھ بھی تو کما چکا اور حاصل کرچکا، اس یقین کے ساتھ تو انکشاف اور تحقیق کی دنیا میں آگے بڑھ کہ ﴿وما أوتيتم من العلم إلا قليلا﴾ یعنی جو کچھ بھی تمہیں مل چکا ہے وہ کم ہے اور جو اب تک تو نہیں جانتا اس سے زیادہ ہے، اس لئے سائنسدانوں کے لئے یہ ایک مہمیز کا کام کرسکتا ہے، ایک محرک کا کام کرسکتا ہے، سائنس کے میدان میں کام کرنے والوں کے لئے ایک طرف قرآن کا یہ اعلان ہے: ﴿علم الانسان ما لم يعلم﴾ جو نہیں جانتے ہو اس کے علم کا راستہ اللہ نے فراہم کیا ہے اور دوسری طرف یہ اعلان ہے: ﴿وما أوتيتم من العلم إلا قليلا﴾ جتنا بھر ملا ہے اس پر مطمئن ہوکر مت بیٹھ جاؤ، جو ملا ہے وہ کم ہے، جو اب تک نہیں جانتے ہو وہ اس سے زیادہ ہے، اس لئے ایک مؤمن ومسلم کے لئے اپنے اعتقاد کے اعتبار سے سائنسی انکشافات سے کچھ گھبراہٹ کی بات نہیں ہے، مصیبت یہ ہے کہ علم سائنس کی یہ تمام جدوجہد جو ہمارے سلف نے قرآن کے اس مہمیز کے بعد پچھلے زمانے میں کیا تھا آج یہ حضرات بہت زور سے بولتے رہتے ہیں کہ علماء نے اجتہاد کا دروازہ بند کردیا، لیکن سائنسی انکشافات اور علوم میں ترقی کا وہ عظیم الشان کام جو اندلس کی تاریخ تک علماء نے کیا تھا، افسوس کی بات یہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں اس کو ایک کنارہ پرڈالدیا گیا، اور اس کے علم ومطالعہ کا کوئی راستہ نہیں ملا، ہم اور ہمارے اسلامی ملک کلچرل پروگرام تو

کر سکتے ہیں، ہمارے یہاں مختلف قسم کے پروگرام پر پیسے تو خرچ ہو سکتے ہیں، لیکن افسوس کہ ایسے مسلم سائنسداں، اور ایسی Laboratories اور ایسے معامل پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو موجودہ سائنسی ترقیات میں اسلام پر یقین رکھنے والے ان مسلم سائنسدانوں کو پیدا کر سکیں جن کی تاریخ ہمارے پاس بہت قدیم ہے۔

کلوننگ کو عربی زبان میں ''استنساخ'' کے لفظ سے اب تعبیر کیا جارہا ہے، ظاہر ہے کہ یہ ساری اصطلاحات آج کی ایجاد کردہ ہیں، ضروری نہیں کہ یہ سبھی لفظ اپنے پورے مصداق کو پورا کرتے ہوں، آپ اس کو Photocopy کہہ سکتے ہیں، ایک نام ''قلم کاپی'' کا دیا گیا ہے، درختوں اور نباتات میں یہ پرانا رواج ہے کہ ایک ہی درخت کی ایک شاخ کاٹ کر اس میں جوڑ دی جاتی ہے، یا دوسرے درخت کی شاخ اس میں جوڑ دی جاتی ہے اور اس کے جوڑ دینے کے بعد ایک نئی شئ وجود میں آجاتی ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز سب سے زیادہ کلوننگ کے قریب ہے وہ جڑواں بچہ ہے، جو بسا اوقات اتنا ہم شکل ہوتا ہے کہ بعض دفعہ دو جڑواں بھائیوں کے درمیان پہچاننا اور تمیز کرنا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے مرد کے مادۂ منویہ اور عورت کے بیضۂ رحم کے ملنے کے بعد اس میں پھٹنے کی صلاحیت دی ہے، وہ ٹکڑے ہوتا ہے، پھٹتا ہے، اور مجھے اس وقت اپنے زمانۂ طالب علمی کی بات یاد آتی ہے جب ہمارے اساتذہ یہ بات کہا کرتے تھے کہ فلاسفہ یونان جسم کو بسیط مانتے ہیں، اور ان میں سے دیمقراطیس کہتا ہے کہ اجزائے صغار سلبہ سے مرکب چیز ہوا کرتی ہے، متکلمین ہمارے یہاں جزء لایتجزیٰ اور پھر ابطال جزء لایتجزی، اور اثبات جزء لایتجزیٰ کی بحث کرتے ہیں، متکلمین ایٹم کی تقسیم کے قائل ہیں، فلاسفہ نے کہا کہ ایٹم تقسیم نہیں ہوسکتا، یہ وہ مسائل ہیں جو ہمارے اساتذہ نے بتایا کہ اگر جسم کو مرکب مانا جائے تو ترکیب ٹوٹ سکتی ہے، اور شئ کا وجود ختم ہوسکتا ہے، اور عقیدۂ قیامت پر اس کا اثر پڑتا ہے، اور شئ بسیط میں وہ بات نہیں ہوتی، ترکیب کے ٹوٹنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا، ہم ان سب چیزوں کو ملاتے ہیں تو آگے آکر یہ بات کہتے ہیں کہ مرد کا مادۂ منویہ عورت کے بیضۂ رحم سے جاکر ملتا ہے پھر اس میں ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا رجحان آتا ہے، قدرت

خداوندی جو وہاں پر ہزاروں لاکھوں جیسے اس Cells کے ہو سکتے ہیں ان کو خود بخود موت کی نیند سلا دیتی ہے اور کسی ایک کو وجود بخشتی ہے جو ایک بچہ پیدا ہوتا ہے، اسی میں اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے جیسا کہ کبھی کبھی آپ نے سنا ہوگا کہ آٹھ بچے پیدا ہو گئے، وہ Cells اگر آٹھ رہ جاتے ہیں تو آٹھ بچے ہو جائیں گے، اگر دو رہ جاتے ہیں تو دو بچے پیدا ہو جاتے ہیں، تو یہیں سے جڑواں کا تصور آتا ہے، یہ حضرات اپنی تحقیق کے مطابق ایک لفظ بولتے ہیں ''کروموزوم''، اور کہتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے ''نیوکلیس''، جس کو آپ مواد کہہ سکتے ہیں، یعنی یہ کھجور کے اندر کی گٹھلی ہے، کسی بھی پھل یا کسی بھی چیز کی جو بیج ہوتی ہے بنیادی مرکز کا کام کرتی ہے، اس نیوکلیس کے گرد بہت سے کروموزومس ہوتے ہیں، ان حضرات کا کہنا ہے کہ ۲۳+ ۲۳ جب چھیالیس جمع ہوں تو وجود پیدا ہوتا ہے، انہوں نے جو کچھ مطالعہ کیا ہے اس کی روشنی میں یہاں تک پہونچے ہیں، پھر ان کا یہ کہنا ہے کہ ہر جسم کے ہر حصہ میں یہاں تک کہ کسی بھی حصہ جسم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا لے لیجئے تو وہ بھی پوری Genetic تھیلی ہے، وہ پوری وراثتی تھیلی ہے، اور ہم قاری طیب صاحبؒ سے سنا کرتے تھے عالم اصغر اور عالم اکبر، تو پوری کائنات سمٹ کر کائنات کے اس وجود میں آئی ہے، اور پورا انسان سمٹ کر کسی ایک چھوٹے سے جسم کے ذرے میں اور ٹکڑے میں داخل ہے، اب اس کو جب ملایا جاتا ہے تو مثلاً تھوڑی دیر کے لئے مان لیجئے کہ مرد کے جسم سے کوئی ٹکڑا نکال لیا اور اسے عورت کے بیضہ رحم کو نیوکلیس سے خالی کر کے اس میں داخل کر دیا، یہ کروموزوم اور وہ کروموزوم جب مل جاتے ہیں تو ان میں پھر انشقاق شروع ہوتا ہے، تفجر شروع ہوتا ہے ''مزقناهم كل ممزق''، پھر اس کی تمزیق میں ٹکڑے شروع ہوتے ہیں اور یہی ٹکڑے دو سے چار، چار سے آٹھ، اور آٹھ سے بارہ، سولہ، ہوتے چلے جاتے ہیں، اس طرح گویا ہمارے لئے یہ ممکن ہے کہ بہت آسانی سے اس خاندانی منصوبہ بندی کے عہد میں ہم انسانوں کی تعداد بہت تیزی کے ساتھ بڑھا دیں، ابھی تک انسان پر یہ عمل نہیں ہوا ہے لیکن "Dolly" نامی ایک بھیڑ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آچکا ہے، جس کا وجود ان حضرات نے اس اصول کے ساتھ کیا ہے۔

ان ساری تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ قدرت نے جس طرح کائنات کی اور انسان کی تخلیق کی ہے ان کے رازوں کو جاننے کی یہ ایک کوشش ہے، لیکن علم کو آگے چل کر جب اسے عمل میں لاتے ہیں، عمل میں لانے کے بعد سوال کھڑا ہوتا ہے، آدمی کے پاس فن ہے، شراب بنا سکتا ہے، بہت بہتر فن کار ہے، ماہر ہے، اس کو زبردست شراب بنانے کا علم ہے، کس طرح Chemical Changes میں لاکر اس کو شراب بنادے، اس کو شراب میں Changes لاکر سرکہ بنانے کی صلاحیت بھی ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس علم کو شراب بنانے میں استعمال کریں یا اگر شراب بھی ہو تو اس کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے ہم اس کو سرکہ کی صورت میں تبدیل کردیں، علم ایک ہتھیار ہے، اس کا استعمال آپ کو کیسے کرنا ہے اس پر دراصل حکم کی بنیاد ہے مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ کلوننگ کے اثرات کیا ہوں گے، ایک اثر یہ ہوسکتا ہے کہ بالکل تمام خارجی اور داخلی خصوصیات کے اعتبار سے ایک دوسرا شخص ویسا ہی پیدا ہوجائے جس کے جز سے یہ کلوننگ کی گئی، ویسے یہ اطباء کہتے ہیں کہ بیضہ رُحم سے جب نیوکلیس نکالا جاتا ہے تو اس کے کروموزوم کے اثر کا کچھ نہ کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے، یہ امکان ہے کہ مکمل تشابہ حاصل نہ ہو، لیکن بہر حال یہ مان کر چلئے کہ مکمل تشابہ کے ساتھ اگر دو انسانی وجود پیدا ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں کتنے اخلاقی سوال پیدا ہوسکتے ہیں، ہمارے لئے کیا دشواری ہے، ہم معجزہ مانتے ہیں، خرق عادت کو معجزہ کہتے ہیں، آدمؑ پیدا ہوئے بغیر ماں باپ کے، حواؑ پیدا ہوئیں صرف ایک شخص واحد سے، اور عیسیٰؑ پیدا ہوئے صرف ایک خاتون سے، لیکن یہ معجزات، خرق عادت کی قبیل سے ہیں، انسان تحقیق کے ذریعہ کوئی نیا راستہ نکالے تو اب سوال یہ ہوگا کہ اس نئے پیدا ہونے والے آدمی کا نسب کیا ہو، وہ کس کا بیٹا ہوگا، پھر یہ چیز اتنی بڑھ گئی ہے کہ صرف عورت کے ہی کروموزوم سے یعنی بغیر مرد کی حاجت کے صرف عورت کے کسی ایک حصہ سے کروموزوم لئے گئے اور بیضہ رُحم کے نیوکلیس کو نکال کر اس کے ساتھ جوڑ دیئے جائیں یہ وجود پیدا ہوسکتا ہے، تو اس طرح کے کئی سوالات ہیں جو سماجی اور اجتماعی زندگی میں بہت خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں، بڑے مسائل پیدا کرسکتے ہیں، اس لئے اس وقت عجیب بات ہے کہ یہی وہ مسئلہ ہے جس پر امریکہ بھی متفق ہے اور

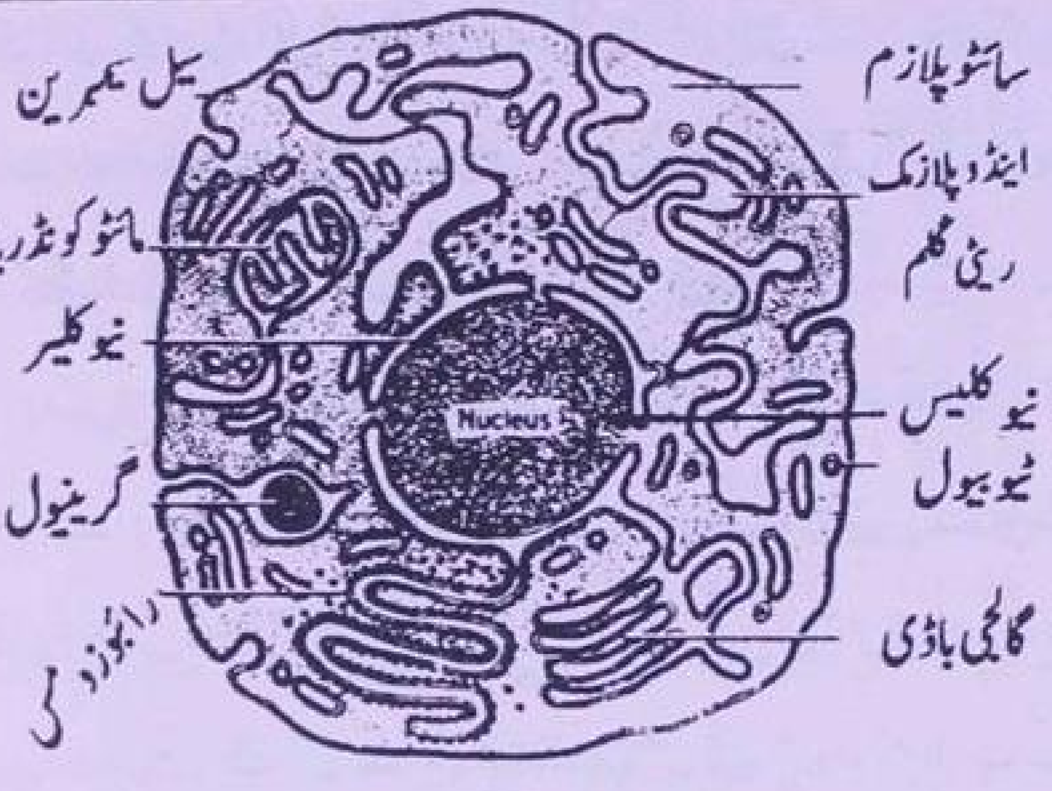
ہم بھی متفق ہیں کہ Human Cloning کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے، اب اس میں ایک دوسرا سوال بھی ہے، جینس کا سوال، جو امراض موروثی طور پر چلتے ہیں اس میں کچھ جین ہوتے ہیں، ان کے مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض اس بچے میں اس جینس کی وجہ سے آیا ہے، اس کی جینس کو علیحدہ کر کے اس کی اصلاح کر دی جائے، اسی لئے اس کو Engineering کہتے ہیں یعنی مرمت کرنا، Genetic Engineering یہ ہے کہ مرمت کر کے آپ اس کو ہٹا کر یا اس جین کی جگہ دوسرا جین ڈال کر اس جین کی اصلاح کر کے اس کو لائق بنا سکتے ہیں، اس طرح بڑے مہلک امراض بلکہ یہاں تک تحقیق ہوسکتا ہے کہ کینسر کے علاج کے لئے بھی کوئی راستہ نکل سکے، دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ اس علم کا استعمال انسانوں کو بیماریوں سے نجات دلانے کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور پورے انسانی معاشرہ میں ایک تباہی پیدا کرنے کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے، اس لحاظ سے یہ مسئلہ یقیناً ہم سب کے لئے انتہائی غور طلب ہے۔

# تخلیق اور کلوننگ

ڈاکٹر اسلم پرویز

ہر جاندار کا جسم مع ہمارے جسم کے بہت چھوٹے چھوٹے اکائیوں سے بنا ہوا ہے۔ جس کو ہم Cell یا خلیہ کہتے ہیں، اس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے دیوار میں اینٹ کی حیثیت ہے، اینٹیں اکٹھی ہو کر دیوار بناتی ہیں، اسی طرح ہمارے جسم میں Cell اکٹھی ہو کے جسم بناتی ہے، گویا جب ہم پیدا ہوتے ہیں تو ہمارے جسم میں Cell کم ہوتے ہیں، اور جیسے جیسے بڑھاوا ہوتا ہے، اور یہ ہم میں ہی نہیں ہر جانور کے ساتھ، ہر پیڑ پودے پر ثابت ہے، تو یہ سیل ( خلیہ ) تقسیم ہو کر تعداد میں بڑھتی ہے اور ہم بڑے ہوتے ہیں۔ سیل کا سائز نہیں بڑھتا ہے بلکہ ان کی تعداد بڑھتی ہے ان کا نمبر بڑھتا ہے، یہ سیل ایک بنیادی اکائی ہے مانند اینٹ کے، اور اس سیل کے اندر پوری ایک دنیا ہے، یہ حقیقت ہے کہ اس سیل کو اگر دیکھیں اور اس کے Function کو سمجھیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس ہوتا ہے، میں اس بات پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ آج آپ سائنس کو پڑھ کر اسلام کو، کلامِ پاک کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، کیونکہ جب ہم تخلیقات کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتے تو خالق کی عظمت کا احساس کیسے ہوگا، آج کی دنیا بہت زیادہ سوال پوچھتی ہے، جواب چاہتی ہے اور وجہ جاننا چاہتی ہے، اس کو جب یہ چیزیں بتائی جائیں گی تو اس کو احساس ہوگا کہ واقعی اللہ تعالیٰ بہت عظیم ہے۔ Cell کے سائز کے بارے میں میں آپ کو بتاؤں کہ خلیہ کا بنیادی سائز یہ ہے کہ ہماری جو آلپن ہے جسے کاغذ میں ہم لگاتے ہیں اس کی جو ٹوپی ہے جس کو Pin head کہتے ہیں، اس کے اوپر بیس ہزار خلیہ آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔

سبحان اللہ! واقعی تمام تعریف اسی کے لئے ہے جس نے ایسی چیز بنائی، یہ اتنی پیچیدہ Machine ہے کہ پیچیدہ سے پیچیدہ کارخانہ بھی




'سیل'

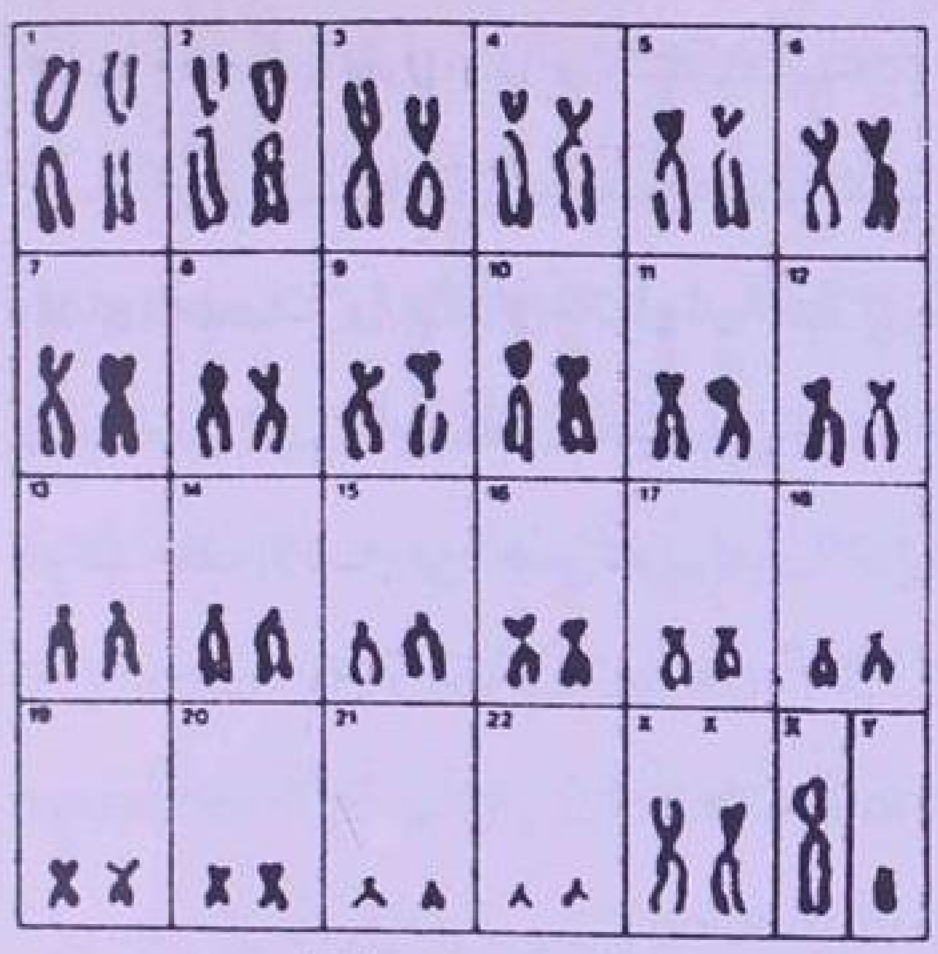
اس کا کوئی جواب اور کوئی مثال نہیں بن سکتا، اس ایک خلیہ کی دو بنیاد ہے، اور ایسے کروڑوں اربوں کھربوں ملین ہمارے جسم میں موجود ہیں، اس خلیہ کے اندر ایک مرکزہ ہے جسے ہم نیوکلیس کہتے ہیں، اس نیوکلیس کے اندر کچھ اجسام ہوتے ہیں جنہیں کروموزوم کہا جاتا ہے، ویسے تو Cell کی یعنی خلیہ کی مختلف شکلیں ہیں لیکن اوسطاً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جسم ایک شکل ہے غبارہ کی طرح، ایک تھیلی کی طرح، جس میں مختلف اجسام ہیں، بیچ میں ایک نیوکلیس ہے گول گیند کی طرح، اور اس کے بعد مختلف قسم کے دیگر اجزاء ہیں، اعضاء وعضلات ہیں چھوٹے چھوٹے، جن کی جسامت بیحد چھوٹی ہوتی ہے، آپ اندازہ لگائیے کہ بیس ہزار Pin head کے اوپر آتے ہیں تو ان کے اندر جو عضلات ہیں ان کی جسامت کیا ہوگی، یقینی بات ہے بے حد چھوٹے ہوں گے، چنانچہ اس کے لئے مخصوص قسم کے پیمانے اور اسکیلس ایجاد کئے گئے ہیں، اور جس میں یہ آتے ہیں وہ ایک ملی میٹر کا ہزارواں حصہ لاکھواں حصہ ایک کڑوڑواں حصہ ہے، اور ان کی کارکردگی اتنی زبردست نظم کے ساتھ ہے کہ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے کائنات میں ہی مل سکتی ہے، کسی انسان کی بنائی ہوئی چیز میں نہیں مل سکتی، عقل حیران ہوتی ہے کہ کس طرح ایک زبردست نظم (Order) ہے، ہماری توجہ کا مرکز اس وقت یہ مرکزہ (Nucleus) ہے، اس نیوکلیس کے اندر جو بناوٹیں ہیں جس کا ذکر آیا، کروموزوم ان کی

ساخت مان لیجئے، کچھ اس طرح کی سی ہوتی ہے، انگریزی کے حروف میں U,O,I اور V یہ چار شکل ہے، جو بہت عام ہے، جس میں یہ اجسام پائے جاتے ہیں، ایک بڑی خاص بات ان میں یہ ہے کہ ہمیشہ جوڑوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور دونوں جوڑے ایک جیسے ہوتے ہیں، ایک اور ایک، دو اور دو، تین اور تین، چار اور چار، ایک سے سات تک، یہاں اللہ تعالٰی کی وہی حکمت ہے جس کے تحت گردے دو عطا کئے، ہاتھ دو عطا کئے، تو یہ جوڑوں کی شکل میں پائے جاتے ہیں، اس میں اگر ہم انسانوں کی مثال لیں تو ان کی تعداد چھیالیس ہوتی ہے، یعنی تیئس جوڑے، ہمارے پورے جسم میں کہیں سے بال توڑ لیجئے اس کے اندر جو Cells ہیں خلیے ہیں، یا ہم دانت کے اندر دبا کر کھال کاٹ لیتے ہیں اس میں بھی Cell دیکھئے، مائیکرو اسکوپ میں دیکھئے، سارے Cell وہاں گن سکتے ہیں، ہم لوگوں نے گنے ہیں، دیکھے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جسم کو دو حصوں میں ہم بانٹ سکتے ہیں، وہ جسم جو دیگر کاموں میں مصروف ہے اور وہ جسم جس میں وہ مخصوص اعضاء ہیں جو کہ افزائش نسل کے لئے استعمال ہوتے ہیں، ان میں وہ مخصوص قسم کے خلیات ہیں جن کو ہم "Aphrodisiac Cell" یعنی جنسی خلیہ کہتے ہیں، جنسی سیل میں ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ مخصوص قسم کی تقسیم ہوتی ہے، میں نے جس طرح مخصوص قسم کے خلیہ کا ذکر کیا تھا جس سے جاندار بڑا ہوتا ہے، وہ دو سے چار، چار سے چھ، چھ سے آٹھ والی ہے، اور بالکل Photocopy جتنا ایک سیل سے دوسرا سیل بنتا ہے، کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اس میں، چہ جائیکہ وہ کسی مخصوص جگہ پہ جا کے اپنی شکل بدلے، جیسے جو Cell ہاتھ بنانے والا ہے ماں کے پیٹ میں، اس میں تبدیلی وہیں سے شروع ہو جاتی ہے، بنیادی سیل وہی ہے، یہ بھی اللہ تعالٰی کی قدرت وحکمت ہے، اور یہ وہ چیز ہے جس کو آج تک باوجود اتنی سائنس Develop ہونے کے ہم یہ نہیں جانتے کہ کس طرح سے یہ تفریق کا عمل ہوتا ہے، اس کو Differentiation کہا جاتا ہے، یہ کیسے ہوتا ہے کہ ایک سیل ہے، وہی تقسیم ہو کے جو دو ہوئے تو وہ دماغ کی طرح دماغ کے Cell بنانے لگے، کچھ ہاتھ کے بنانے لگے، کچھ ہڈی کے بنانے لگے،

کچھ کھال کے بنانے لگے، اللہ جانتا ہے ابھی تک سائنس کو نہیں پتا، پھر شاید کوشش ہو جائے مصنوعی طور سے انسان کے بنانے کی، جس طرح مصنوعی طور سے ہم پودوں کو بنالیں جیسا کہ ذکر آیا، مصنوعی طور سے ہم کچھ پودے بنالیتے ہیں، کیونکہ پودوں کے اندر یہ ترتیب بہت آسان ہے، اس کو آپ Laboratory میں، تجربہ گاہ میں، کنٹرول میں کر سکتے ہیں، لیکن مصنوعی طور سے کیمیائی مادہ دیکھ کے جانداروں میں یہ ناممکن سا لگتا ہے، بہت پیچیدہ ہے اور انسانوں میں نہایت پیچیدہ ہے، کیونکہ ﴿ولقد خلقنا الانسان في أحسن تقويم﴾ بات بہترین ساخت کی ہے، تو جب اللہ تعالیٰ نے بہترین ساخت دیدی تو وہ پیچیدہ ترین ہوگی، کیونکہ آج کل بہترین چیز کون سی ہے وہ Electronic جس کو آپ بٹن دبا کے Remote Control سے چلاتے ہیں، تو جب یہ اعلیٰ ترین ہے تو اُس خالق کی اعلیٰ ترین چیز تو Mind fogging ہے، دماغ کو اڑا دیتا ہے، تو ان چھیالیس کروموزوم کی کہانی یہ ہے کہ عام طور سے تقسیم جو سیلوں کی ہوتی ہے دو سے چار، تو Cell ایک جیسے بنتے ہیں، لیکن ہمارے جنسی اعضاء میں ایک مخصوص تقسیم ہوتی ہے جو شروع ہوتی ہے عورت اور مرد کے بالغ ہونے کے وقت سے، جس کی نشانی عورتوں میں حیض کا آنا اور مردوں کے اندر مادۂ منویہ کا اخراج، فرق یہ ہے کہ عورتوں میں سسٹم ہے ٹائم کا جس سے یہ اخراج ہوتا ہے، مردوں میں قدرتی ہے جو ہوتا رہتا ہے از خود، یہ جو Cell بنتے ہیں مخصوص جنسی اعضاء میں تو ان میں خصوصی تقسیم ہوتی ہے، جس میں خاص بات یہ ہے کہ کروموزوم میں اس انداز کی تقسیم ہوتی ہے کہ جوڑے الگ الگ کر دیئے جاتے ہیں، گویا ان میں جو Cell بنتے ہیں ان میں کروموزوم چھیالیس نہیں بلکہ تیئس ہوتے ہیں نصف، اور یہ نصف اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ جب نر اور مادہ کا اختلاط ہو تو نصف کروموزوم نر سے آئیں اور نصف کروموزوم مادہ سے آئیں اور پھر سے وہ چھیالیس کی ترتیب یکجا ہو جائے، اور یہ چھیالیس کی ترتیب یکجا ہوتی ہے عورت کے جسم میں، اس کے ایک مخصوص حصہ میں اور یہ Cell وہیں اتنا خرچ ہوتا ہے، یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک آلین ہے اس پر بیس ہزار

سیل ہیں تو Pin head کا ایک بٹا بیس ہزارواں حصہ ہوگا، وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا وہ چیک کیا



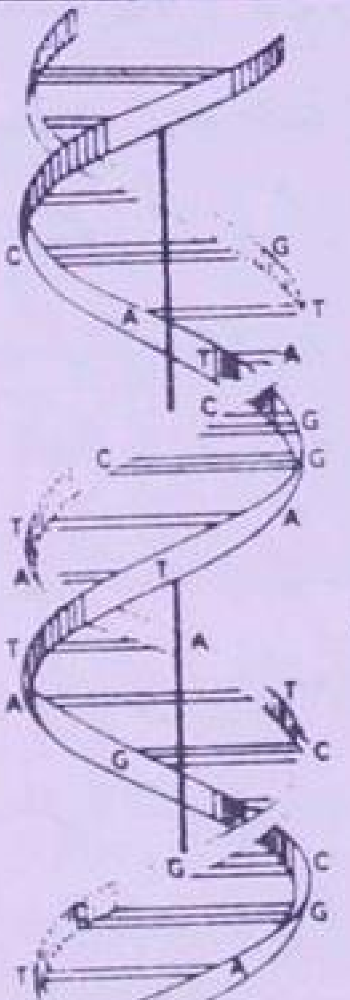
انسانی کروموزوموں کی تصویر:

جاتا ہے۔

اس وقت یہ تقسیم وہی والی چلتی ہے دو سے چار، چار سے آٹھ، اور تین مہینہ کے اندر لگ بھگ ظاہر سا ہونے لگتا ہے، یہ قدرتی عمل ہے، ابھی تک مصنوعی طور سے اس عمل کو اس حد تک کرلیا گیا تھا کہ Semen Bankes ہیں، مادہ منویہ کے بینک ہیں جہاں مادہ منویہ رکھ لیا جاتا ہے، بیضہ رکھ لئے جاتے ہیں، ان کو ابھی تک سائنس نے یہ کہا تھا کہ مصنوعی طور سے باہر کے ماحول میں یکجا کیا، اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بہت سے میاں بیوی اس وجہ سے اولاد پیدا کرنے میں ناکام ہوتے ہیں کہ کہیں یہ اس مرحلہ میں ان کے جسم میں کمی ہوتی ہے، بہت سی عورتیں ہیں جن کے یہاں حمل ٹھہر تو جاتا ہے لیکن قرار نہیں پاتا، قبل از وقت ضائع ہوتا رہتا ہے، تو پتہ لگتا ہے کہ ان کا جو رحم ہے وہ کچھ کمزور ہے، ان چیزوں کو قابو میں کرنے کے لئے یہ تکنیک بنائی گئی کہ ان کو باہر ملایا گیا، لیکن ملانے کے بعد اس کو واپس رحم میں ہی پہونچانا پڑا، کیونکہ مصنوعی رحم ہم نہیں بنا سکے۔

ایک رپورٹ پچھلے مہینہ آئی ہے جاپان کی کہ کچھ جاپان کے سائنسدانوں نے پلاسٹک کا ایک رحم بنایا ہے جس میں انہوں نے بھیڑ کی پرورش کی تھی لیکن یہ ابھی بہرحال تجربہ کی سطح ہے، کلوننگ میں جو کوشش کی گئی جو بڑی الگ ہے، وہ یہ ہے کہ ابھی تک اس طرح کا مصنوعی اختلاط کیا گیا وہ جنسی خلیہ کو لے کر کیا گیا تھا جس میں کروموزوم تیئس تیئس تھے، انہوں نے پیش رفت یہ کی کہ کیوں نہ ہم عام جسم کے کسی Cell کو پکڑیں جو چھیالیس کروموزوم والا ہے اور اس سے جوڑ لگا کے

دیکھیں، چنانچہ یہ تجربہ پہلے مینڈکوں پر کیا گیا، دیگر اور جانداروں پر کیا گیا، بھیڑ کے معاملہ میں یہ ہوا کہ انہوں نے بھیڑ کا ایک بیضہ لیا اور اس بیضہ میں سے یہ نیوکلیس نکال دیئے، اس میں ایک بات یہ ہے کہ وہ تمام کنٹرول جو ہے وہ نیوکلیس کے اندر ہے لیکن نیوکلیس کا معاملہ ایسا ہے کہ ہم جب پیدا ہوتے ہیں تو اپنے جسم میں چھیالیس کروموزوم لے کر آتے ہیں، یہ چھیالیس کروموزوم جو ہے اس میں پوری ترکیب ہے ہماری افزائش کی، ہماری شکل وصورت، ہماری ساخت، ہمارا کردار یعنی ہر چیزیں ظاہری اور باطنی ان کے اندر چھپی ہوتی ہیں۔



ڈی این اے مالیکیول کا خاکہ

ہر کروموزوم کے اندر ایک مخصوص کیمیائی مادہ ہوتا ہے جس کو ڈی این اے (DNA) کہتے ہیں۔ ''ڈی این اے'' کا پورا کیمیائی نام ڈی آکسورائبو نیوکلک ایسڈ ہے۔ ہمارے جسم اور دیگر جانداروں میں بھی بہت سے کیمیائی مادے پائے جاتے ہیں تاہم ڈی این اے ہی وہ واحد اور مخصوص کیمیائی مادہ ہے جو اپنے جیسے مادے کو تیار کر سکتا ہے، یعنی اس میں بھی ایک قسم کی افزائش نسل (Reproduction) کی صلاحیت ہوتی ہے، یہ خاصیت اس کو دیگر بھی کیمیائی مادوں سے یکتا اور منفرد بناتی ہے۔ ڈی این اے کی اس خاصیت کی وجہ اور دارومدار ان چار قسم کی نائٹروجن قلویات یا بیسز (Bases) پر ہوتا ہے جن سے یہ بنتا ہے۔ یہ چار بیسز ہیں: 'A' یعنی ''ایڈینین'' (Adenine) - 'G' یعنی ''گوانین'' (Guanine) - 'C' یعنی ''سائٹوسن'' (Cytosine) - اور 'T' یعنی ''تھایامین''

(Thiamine)۔ ڈی این اے کے مالیکیول (سالمے) میں 'A' ہمیشہ 'T' کے ساتھ جڑا ہوتا ہے اور 'C' ہمیشہ 'G' کے ساتھ۔ یہ چاروں بیسز ہمیشہ تین تین کے گروپ میں پائی جاتی ہیں جیسے TCA, GCC, ACG, AUG۔ نائٹروجن بیسز کی اس ''تگڑی'' یا تکون یا تین ارکان کے گروپ کو ہی ''جینی کوڈ'' (Genetic Code) کہا جاتا ہے۔ یہی وہ خفیہ زبان ہے۔ جس میں ہر جاندار کی بناوٹ اور کارکردگی کی تفصیل کروموزوم میں پیک ڈی این اے مالیکیول میں چھپی ہوتی ہے۔ اس کو ہم سیل کی خفیہ زبان کے حروف واشارات بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان حروف سے مل کر جو ایک بامعنیٰ لفظ بنتا ہے اس کو ہم ''جین'' (Gene) کہتے ہیں۔ جس طرح R,A اور M مل کر 'ARM' یا ع، ر، اور ب مل کر ''عرب'' بناتے ہیں اسی طرح کچھ یا بہت سے کوڈ مل کر ایک جین بناتے ہیں جو کہ جاندار کے واسطے کسی بھی ایک فعل کو انجام دینے کی ہدایات یا کنجی ہوتی ہے۔ کروموزوم میں موجود ڈی این اے میں ایسی سیکڑوں ہزاروں جین موجود ہوتی ہیں۔

ہم ابھی تک اس پیغام کو جو ایک خفیہ زبان میں ہوتا ہے اس کو آسان اپنی زبان میں پوری حد تک تبدیل نہ کر سکے، اور کسی حد تک کر بھی لیں تو ہمیں ان کی ترتیب نہیں پتا کہ کون سی چیز کس Stage پر ظاہر ہوگی۔ کروموزوم کی صورت حال یہ ہے کہ یہ ٹیپ کی طرح چلتے رہتے ہیں اور انسان کی شخصیت، اس کا کردار، اس کی عادت واطوار، اس کا جسم، اس کی ساخت ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے، یعنی ہر کروموزوم کے اندر یہ چیز مخفی ہے کہ موت کب آئے گی کس وقت آئے گی، جانتا اللہ ہے ہم نہیں جانتے، میں کوشش کر رہا ہوں، میری سوچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو تقدیر کہتا ہے وہ ان کے اندر ہے، اس کا تعلق دماغ سے نہیں ہے۔ کروموزوم کو جب ان سے نکال لیا جاتا ہے تو یہ Cell بغیر بیضہ کے لیا، اس میں سے نیوکلیس نکال دیا، صرف Cell بچا، اس کے بعد اس مادہ جانور کے تھن میں سے ایک Cell نکالا گیا جو عام جسم کا Cell ہے، اس کے جنسی اعضاء کا حصہ نہیں ہے، اس Cell میں سے نیوکلیس نکالا گیا، دونوں الگ الگ ہو گئے، ان دونوں کو ایک جگہ یکجا کیا گیا، اب دیکھئے یہ بھی ایک اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، اس کی مثال میں دیتا ہوں کہ عام طور سے ہم دیکھتے ہیں کہ پھول جو ہے اس میں زیرہ ہوتا ہے، وہ زیرہ جب مادہ حصہ پر جاتا ہے تو بارآوری ہوتی ہے، پھل آتا ہے،

کھجور میں یہ باقاعدہ کیا بھی جاتا تھا جن کے متعلق حدیث بھی ہے، تو جب نیوکلیس اور Cell کو ملایا جاتا ہے تو برقی رو کا بہت ہلکا سا جھٹکا دیا جاتا ہے، چونکہ نہ تو آپس میں کبھی یہ ملے اور نہ تقسیم ہوئے، چنانچہ کرنٹ کے اس جھٹکے سے یہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں، یہ ایک بڑی اہم دریافت تھی جس کو جب یہاں لگایا گیا تو اس ہلکے سے اسپارک کی مدد سے یہ جڑ گئے، اور جڑنے کے بعد ان کی تقسیم شروع ہوگئی، تقسیم شروع ہونے کے بعد ایک سے دو اور دو سے چار یعنی جنین بننے کا عمل شروع ہوگیا، جنین بننے کا کام تو ہمیشہ سائنس داں اور ڈاکٹر کرتے آئے ہیں، اب اس سے آگے کا مرحلہ وہی تھا کہ اس کو اٹھا کے دوسری بھیڑ کے رحم میں رکھا گیا اور اس میں پرورش پا کر ایک بھیڑ نکلی، اس بھیڑ کا نام Dolly رکھا گیا، اس کی شکل بالکل اس بھیڑ کی سی تھی جس سے نیوکلیس لیا گیا، کیونکہ جین تھیلی جس کو کہا گیا وہ نیوکلیس کے اندر ہے تو اصل کنٹرول نیوکلیس میں ہے، جس انداز کا نیوکلیس ڈالدیا جائے گا اس انداز کا نیوکلیس بن جائے گا، تو کلوننگ کی تکمیل میں میری سمجھ سے جو غور طلب پہلو ہے وہ یہ ہے کہ یقیناً اس میں خطرات بہت ہیں، لیکن اللہ تعالی کی تخلیقات کے طریقے اور نمونے ہیں، وہ جس طرح کرے۔

ایک سائنس کا طالب علم ہونے کے ناطے میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک ہزار تجربہ کرتے ہیں، نو سو ناوے ناکام ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ کو منظور نہیں تھا، جب ایک کامیاب ہوا تو اس میں اللہ کی منظوری شامل ہے، جب شامل ہے تو پھر یہ ہمارے لئے غور وفکر کا مقام ہے، کیونکہ بار بار تاکید کی گئی ہے کہ عقل رکھنے والے غور وفکر کریں، تو اس میں غور وفکر کا یقیناً خانہ کھلتا ہے کہ جب تجربہ کامیاب ہوگیا اور Dolly کا وجود ہوگیا، اور اللہ تعالی کی منشا کے بغیر یہ نہیں ہوسکتا، جب ہوا ہے تو ہمارے غور وفکر کا سلسلہ یہاں سے شروع ہونا چاہئے کہ اب اس میں کیا نفع ہے، کیا یہ نافع تکنیک ہے یا نہیں ہے؟ کوئی بھی تکنیک پوری طرح سے نافع اور غیر نافع نہیں ہوتی، وہ تو سوچ اور استعمال کرنے والے کے اوپر منحصر ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں افادیت یہ نظر آتی ہے کہ جن کے یہاں جنسی بیماریاں ہوں، یہاں جنسی سے میرا مطلب ہے موروثی جو نسل در نسل چلی آرہی ہو، کروموزوم میں ہو، جن کا علاج ممکن نہیں، مان لیجئے کہ میاں بیوی ہیں، بیوی کے کروموزوم میں کچھ جسمانی بیماری

ہے، جنسی ہے، موروثی ہے کہ وہ نسل میں آنی لازمی ہے، تو ایسے میں یا تو وہ اولاد کی نعمت سے محروم رہے، یا مرد ہی کے جسم سے ایک مکمل بچہ تیار کیا جا سکے کیونکہ اب یہ ممکن ہو گیا ہے، اور یہاں پر چونکہ بیوی کا رحم مناسب یعنی فعال ہے، اس لئے اسی رحم کو استعمال کر کے پیدائش کرالی جائے، ایک صورت حال یہ آتی ہے۔ اسی طرح کرایہ کی ماں والی بات ہے، کیا اس میں یہ ممکن ہوگا کہ کسی تیسری عورت کو اس کے رحم کو استعمال کرنے کے لئے شامل کیا جائے؟ میں نے سائنس کے اعتبار سے اس چیز کو خطرناک قرار دیا ہے، اس کی وجہ میں ایک بہت آسان طریقے میں یہ بتاؤں کہ ہر مشین کے اندر جو پرزہ ہے وہ ایک عمر رکھتا ہے، اگر وہ مشین ایسی ہو کہ ایک عمر کے بعد وہ مشین ختم ہو جاتی ہو تو ایسے میں ایک مشین کا پرزہ نکال کے جب کہ وہ عمر پوری کر چکا دوسری مشین میں لگائیں گے تو کیا پتہ وہ کس وقت بیٹھ جائے، اور کیا رنگ نکالے، اس میں سائنسی نقطہ نظر سے ایک زبردست اور بڑا پہلو یہ پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جاندار کے ساتھ جو کروموزوم روانہ کئے ہیں وہ ایک نسل پوری کرنے کے لئے ہے، اگر ہم ان سے ایک طرح سے دوبارہ زندگی کے کچھ افعال کشید کرنے کی کوشش کریں اور وہ معاملہ بیچ میں فلاپ ہو جائے، گڑبڑ کر جائے تو اس کے نتیجہ میں ایک جاندار جو سامنے کھڑا ہوگا اور پھر جس ایذاء اور پریشانی سے گذرے گا اس کی ذمہ داری کس پر ہے، یا اس مرحلے کو ہم کیسے سنبھالیں گے؟ اس طرح سے اور بھی بہت سے سوال ہیں، جن پر پوری دنیا میں بحث چل رہی ہے، سائنسداں سائنسی بنیادوں پر لگے ہوئے ہیں، لیکن یقیناً اس کی نافع محدود حد تک ضرورت ہے۔ ایک بہت بڑا خطرہ اور بھی اس میں پوشیدہ ہے، آج کل ایک زبردست کاروبار اعضاء کی تجارت کا چل رہا ہے اور اس میں یقیناً ہم ''اسفل سافلین'' تک پہونچ چکے ہیں، ظاہر ہے اس خطرہ کی توقع ہے، کیونکہ جو لوگ یہ کر رہے ہیں ان کے یہاں وہ چیزیں نہیں ہیں جو ان کو بہتر بنائیں، چونکہ اسپتالوں میں ناواقف کار، کم پڑھے لکھے، سیدھے سادھے قسم کے جوڑے بھی آتے ہیں، علاج کے لئے عورتیں آتی ہیں، جو حاملہ ہوتی ہیں، ان کے حمل جان کر ضائع کئے جاتے ہیں، اور ان چھوٹے بچوں کے اعضاء فوراً نکال کے پرورش کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، اسپتالوں میں یہ ہوتا ہے، اس کے اوپر تو انگریزی میں ناول لکھے جا چکے ہیں، فلمیں بنائی جا چکی ہیں، تو ظاہر

ہے انسان اس حد تک گر سکتا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ کلوننگ کی مدد سے ادھ کچرے انسانوں کو پیدا کیا جائے، صرف اس مقصد سے کہ ان کے اعضاء نکالیں۔

۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر ایان ولمٹ نے ''ڈولی'' نامی بھیڑ کو کلوننگ کے ذریعہ تیار کر کے دنیا بھر میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جب کلوننگ تکنیک کی مدد سے کسی بڑے جانور، خاص طور سے پستانیہ جانور کو کلون کیا گیا تھا۔ اور پھر گزشتہ دنوں ایڈنبرگ کے اسی روزلن انسٹی ٹیوٹ میں جہاں ڈولی بنائی گئی تھی، ایک اور تجربہ کیا گیا جس میں چار جینی نوعیت سے جڑواں بھیڑیں تیار کی گئیں۔ اس پروجیکٹ کے انچارج پروفیسر کیتھ کیمپبل تھے، یہ چاروں ''جڑواں بھیڑیں'' جب بڑی ہوئیں تو باوجود جڑواں ہونے کے، نہ صرف ان کی ظاہری بناوٹ الگ الگ تھی بلکہ ان کے مزاج بھی مختلف تھے۔ اس تجربے کے نتائج نے ان تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا جو کلوننگ سے وابستہ تھیں۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر انسان اپنے جسم کے کچھ سیل لے کر ان سے اپنا ہم شکل یا ہمزاد یعنی کلون بنوا بھی لے تو وہ ''نیا انسان'' اس سے مختلف ہوگا، یعنی ہر انسان یکتا و منفرد ہے اور اس جیسا دوسرا انسان تیار کرنا انسان کے لئے ناممکن ہے۔

☆☆☆☆☆

# انسانی فوٹو کاپی

## تعارف اور تجزیہ

محمد فہیم اختر ندوی

### تمہید:

اس رواں دواں زندگی میں یوں تو ہر طلوع ہونے والی صبح کے ساتھ دنیا بھر میں بے شمار مخلوقات عالم وجود میں آتی ہیں، لیکن فروری ۱۹۹۷ء میں اسکاٹ لینڈ کے ایک سائنسداں نے ایک ایسی "بھیڑ" کی پیدائش کا اعلان کیا جس نے پوری دنیا کو محو حیرت بنا دیا، ذرائع ابلاغ کے دوش پر اس کی تفصیلات جب دنیا بھر میں پھیلیں تو حیرت آمیز سوالات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

انسانوں اور حیوانوں میں جنسی تعلق کے ذریعہ افزائش نسل اللہ کی سنت تخلیقی رہی ہے، لیکن بھیڑ کی پیدائش کی اس ایجاد نے نہ صرف جنسی تعلق بلکہ مذکر (نر) جنس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہنے دی، ایک چھ سالہ مادہ بھیڑ کے تھن سے نکالے گئے ایک خلیہ (Cell) کو دوسری مادہ بھیڑ کے جنسی انڈے میں بارآور کرنے اور پھر اسے تیسری بھیڑ کے رحم میں ڈالنے کے بعد جب "ڈولی" نامی بھیڑ پیدا ہوئی تو ایڈن برگ (اسکاٹ لینڈ) کے ''روزلن انسٹی ٹیوٹ'' (Roslin Institute) میں اس عمل کو انجام دینے والے سائنس داں ڈاکٹر ''ایان ولمٹ'' اور ان کی ٹیم نے دعوی کیا کہ اسی تکنیک کو اپنا کر انسان بھی پیدا کیا جا سکتا ہے، اس تکنیک کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ تخلیقی عمل کے مراحل کو سمجھ لیا جائے۔

### تخلیقی عمل کے مراحل:

انسان کے جسم میں بے شمار چھوٹے چھوٹے خلیے (Cells) ہوتے ہیں، ہر خلیہ کے اندر

ایک مرکزہ (جسے عربی میں "النواۃ" اور انگریزی میں "Nucleus" (نیوکلیس) کہتے ہیں) ہوتا ہے، نیوکلیس کے اندر ۴۶ کروموزوم "Chromosome" (لونی اجسام) ہوتے ہیں، جو جال کے ایک سلسلہ کی شکل میں ہوتے ہیں، یہ چھیالیس کروموزوم ہی تمام انسانی صفات واعضاء کے حامل ہوتے ہیں، گویا ایک نیوکلیس کے اندر مکمل انسان پوشیدہ ہوتا ہے، ان کروموزومس کی بناوٹ ہر انسان کے اندر دوسرے انسان سے مختلف ہوتی ہے، اس لئے کوئی بھی دو انسان ایک جیسے نہیں ہوتے۔

جسم کا ہر خلیہ مثلاً جلدی خلیہ، ہڈی کا خلیہ، اعصابی خلیہ وغیرہ، اپنی جگہ ٹوٹ کر ایک سے دو اور دو سے چار کی شکل میں لامحدود تعداد کی جانب بڑھتے رہتے ہیں، اور ہر ٹوٹنے والا جز اپنی جگہ ایک مکمل خلیہ بن جاتا ہے جس کے اندر مکمل ۴۶ کروموزوم ہوتے ہیں، لیکن جنسی خلیے جسم کے دوسرے خلیوں سے علاحدہ خصوصیت رکھتے ہیں، وہ یہ ہے کہ مرد کے مادۂ منویہ کے خلیہ میں ۴۶ کے بجائے صرف ۲۳ کروموزوم ہوتے ہیں، اسی طرح عورت کے انڈے میں بھی صرف ۲۳ کروموزوم ہوتے ہیں، جب مادۂ منویہ انڈے سے مل کر بارآور ہوتا ہے تو دونوں مل کر ایک پورا خلیہ بناتے ہیں اور مکمل ۴۶ کروموزوم پر مشتمل ہوجاتے ہیں، یہی وہ ''نفس واحدۃ'' ہے جس سے ہر انسان کی ابتدا ہوتی ہے (ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ) اب یہ بارآور انڈا اپنی تقسیم شروع کرتا ہے اور ایک سے دو، دو سے چار، چار سے آٹھ، آٹھ سے سولہ اور سولہ سے بتیس خلیے بنتے ہیں، اس کے بعد یہ خلیے مختلف سمتوں میں مختلف مخصوص اعمال کی جانب بڑھکر آنتوں، ہڈیوں، اعصاب اور کھالوں ودیگر اعضاء کی تشکیل کا کام انجام دینے لگتے ہیں، یہاں یہ واضح رہے کہ گرچہ ہر خلیہ اپنے اندر مکمل چھیالیس کروموزوم رکھنے کی وجہ سے تمام انسانی اعضاء وصفات پر مشتمل ہوتا ہے اور ایک ہی اصل بارآور خلیہ جسے "خلیۂ ام" (Mother Cell) کہتے ہیں، سے نکلنے کی وجہ سے تمام خلیے ایک دوسرے کے مکمل مشابہ ہوتے ہیں، لیکن قدرت کے مخفی حکم کا اشارہ پاکر کوئی خلیہ ہڈیوں کی تشکیل میں، کوئی آنتوں، کوئی کھالوں، کوئی آنکھ اور اسی طرح ہر خلیہ ایک مخصوص عمل میں مصروف ہوکر آگے بڑھنے لگتا ہے، مثلاً جلدی خلیہ کے اندر چھیالیس کروموزوم میں سے صرف

جلدی کروموزوم اپنا کام کرتا ہے اور بقیہ کروموزوم خاموش ہو جاتے ہیں ، اس مرحلہ کو "مرحلہ تمایز" کہتے ہیں ، یہاں سے جنین کی تشکیل ہونے لگتی ہے جو اپنی پرورش مکمل کر کے بحکم خداوندی وجود میں آتا ہے۔

## کلوننگ کس طرح ہوتی ہے :

اس مختصر تعارف کے بعد آیئے دیکھیں کہ کلوننگ کس طرح انجام دی جاتی ہے:

کلوننگ "Cloning" انگریزی لفظ ہے ، اس کی اصل یونانی لفظ ''کلون'' (klon) ہے، جس کے معنی شاخ یا نوزائیدہ کے ہیں ، کلوننگ کے لئے عربی میں "استنساخ" کا لفظ بولتے ہیں ۔

کلوننگ یعنی نقل تیار کرنے کی تکنیک یوں تو بہت قدیم ہے، نباتات کے اندر اس کا استعمال بہت عام اور پرانا ہے، ایک ہی پودے کی نقل یا دو پودوں کو ملا کر تیسرے پودے کا حصول کیا جاتا رہا ہے ، بیسویں صدی کے نصف آخر سے جانداروں کے اندر اہم تجربات کا آغاز کیا گیا، اور ۱۹۵۲ء میں دو امریکی سائنس دانوں رابرٹ برگس اور سر تھامس کنگ نے ایک مینڈک تیار کیا، پھر مختلف مواقع پر مینڈک ، مکھی اور چوہیا پر ایسے تجربات کئے جاتے رہے، ۱۹۹۳ء میں انسانی کلوننگ کی بھی کوشش کی گئی لیکن ابتدائی کامیابی کے بعد اسے رحم میں نہیں ڈالا گیا ، اور پھر مارچ ۱۹۹۷ء میں اوریگون یونیورسٹی امریکہ کے اندر دو بندر کلوننگ کے ذریعہ تیار کر لئے گئے ۔

## کلوننگ کے کئی طریقے ہیں:

### پہلا طریقہ:

مادہ منویہ اور انڈا جب مل کر بار آور ہوتے ہیں تو انڈے کی دیوار پھٹ جاتی ہے، اور وہ بار آور انڈا منقسم ہونا شروع کرتا ہے ، اگر مصنوعی طریقہ پر اس دیوار کو دوبارہ جوڑ دیا جائے تو منقسم ہوئے دونوں خلیے اپنی اپنی جگہ اصل خلیہ (Mother Cell) کی طرح ہو جاتے ہیں، یہ دونوں خلیے ایک اصل خلیہ سے نکلنے کی وجہ سے باہم ایک دوسرے کے مکمل مشابہ ہوتے ہیں، اور دونوں کے

اندر علاحدہ علاحدہ مناسب ماحول فراہم کر کے از سرِ نو تقسیم کا عمل شروع کرایا جاسکتا ہے جو آگے بڑھکر دو مستقل جنین بن جائیں گے، تقسیم کے پہلے مرحلہ کے علاوہ ''مرحلہ تمایز'' سے پہلے کسی بھی مرحلہ میں اس عمل کو اپنایا جاسکتا ہے، مثلاً دوسرے مرحلہ میں اس عمل کو اپنا کر چار جنین، اور تیسرے مرحلہ میں آٹھ، اور چوتھے مرحلہ میں سولہ جنین بھی تیار کئے جاسکتے ہیں، یہ سارے جنین باہم مکمل مشابہ ہوں گے، فطری طریقہ پر جڑواں بچوں کی پیدائش میں قدرتی طریقہ پر یہی عمل انجام پاتا ہے، گویا اس تکنیک کو اپنا کر ایک ہی جیسے متعدد بچے تیار کئے جاسکتے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس طرح تیار کئے گئے خلیوں میں سے ایک کو استعمال کیا جائے اور بقیہ کو طویل عرصہ تک محفوظ رکھا جائے اور حسب ضرورت استعمال کیا جاتا رہے، اوریگون یونیورسٹی امریکہ کے اندر اسی تکنیک کے ذریعہ دو بندر پیدا کئے گئے، اس قسم کی کلوننگ کیلئے عرب علماء ''الاستئام'' (توأم سے بنایا ہوا لفظ) یا ''استنساخ بالتشطیر'' کے نام استعمال کررہے ہیں۔

دوسرا طریقہ:

مؤنث (مادہ) کے انڈے کے نیوکلیس کو ختم کردیا جائے، اور جسم کے کسی بھی حصہ سے کوئی خلیہ مثلاً جلدی خلیہ لے کر اس کے نیوکلیس کو اس خالی انڈے کے اند اخل کردیا جائے، واضح رہے کہ یہ جلدی خلیہ خود اس عورت سے بھی لیا جاسکتا ہے جس کے انڈے میں اسے داخل کرنا ہے، چونکہ انڈے سے جس نیوکلیس کو ختم کردیا گیا ہے اس میں صرف ۲۳ کروموزوم ہیں، لہذا جب جلدی خلیہ کے نیوکلیس کو بغیر نیوکلیس والے انڈے میں داخل کیا گیا تو وہ ۴۶ کروموزوم والا مکمل ایک خلیہ ہوگیا، فطری طریقہ کے جنسی عمل میں مادہ منویہ کے ۲۳ اور انڈے کے ۲۳ کروموزوم مل کر ۴۶ کروموزوم پر مشتمل ایک مکمل خلیہ بنتا ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہوا کہ مادہ منویہ اور انڈے کے ملنے سے جو مکمل خلیہ بنتا ہے اور آگے وہ جنین کی شکل لیتا ہے اس میں کچھ صفات مادہ منویہ سے اور کچھ صفات انڈے سے آتی ہیں، لیکن کلوننگ کے اس طریقہ میں پورے ۴۶ کروموزوم صرف اسی نیوکلیس کے ہیں جو جلدی خلیہ سے لئے گئے ہیں، لہذا جس شخص کے جسم سے یہ خلیہ حاصل کر کے

انڈے میں ڈالا جائیگا ، تیار ہونے والا جنین مکمل طور پر اسی خلیہ والے شخص کے مشابہ ہوگا ، مرد کا خلیہ ڈال کر صاحب خلیہ جیسا مرد اور عورت کا خلیہ ڈال کر اسی جیسی عورت تیار کی جاسکتی ہے ،" ڈولی" نامی بھیڑ کی پیدائش اسی تکنیک کے ذریعہ کی گئی ، ایک چھ سالہ بھیڑ کے تھن سے خلیہ لے کر اس کا نیوکلیس نکالا گیا ، ایک دوسری بھیڑ کا انڈا لے کر اس کے نیوکلیس کو شعاعوں کے ذریعہ ختم کردیا گیا ، اور خالی انڈے کے اندر تھن کے نیوکلیس کو داخل کردیا گیا ، پھر بجلی کا خفیف شاک لگایا گیا اور اس کے اندر تقسیم کا عمل شروع ہوگیا ، اب اسے ایک تیسری بھیڑ کے رحم میں ڈال دیا گیا جہاں طبعی طور پر پرورش پاکر بھیڑ پیدا ہوئی جو تھن والی بھیڑ کے مشابہ تھی ، ۲۷۷ تجربات کی ناکامی کے بعد یہ کامیابی حاصل ہوئی اور ڈاکٹر ایان ولمٹ نے اس کا نام "ڈولی" رکھا۔ اس طریقہ کلوننگ کے سلسلہ میں بعض حضرات کا خیال یہ بھی ہے کہ انڈے کے نیوکلیس کو جب ختم کردیا جاتا ہے تو اس کے بعد بھی خلیہ کی دیواروں میں اس کے کچھ اجزاء باقی رہ سکتے ہیں ، اور جلدی خلیہ کا نیوکلیس اس میں داخل کرنے کے بعد جب جنین تیار ہوگا تو انڈے میں باقی رہ گئے اجزاء کا اثر جنین میں آیگا ، اس لئے جنین صاحب خلیہ شخص کے مکمل مشابہ نہیں ہوگا ، یہ تو جسمانی شکل وصورت کی بات ہوئی ، ماحول کے اثر سے جو انسانی صلاحیت وجذبات تیار ہوتے ہیں ان میں بھی مشابہت نہیں ہوسکتی ۔

مذکورہ بالا دونوں طریقے "استنساخ جینی وحیوانی" (Animal & Fetal Cloning) کے ہیں۔

## تیسرا طریقہ:

استنساخ جینی کے علاوہ ایک قسم " استنساخ جینی" ( Gene Cloning ) کی ہے ، جین (Gene) ان چھوٹے دانوں کو کہتے ہیں جن کا سلسلہ کروموزوم کہلاتا ہے ، یہی جین انسان کی صفت ، مرض یا دیگر خصوصیات کے ذمہ دار ہوتے ہیں ، سائنسی طور پر یہ ممکن ہوگیا ہے کہ کسی خاص جین کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسری جین رکھ دی جائے ، دوسرے لفظوں میں اگر کوئی جین کسی

خاص مرض کا ذمہ دار ہے تو اسے ہٹا کر مرض سے نجاتِ حاصل کی جائے، اس تکنیک کی افادیت کو بعض مسلم ڈاکٹرز تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نا قابل علاج امراض جیسے کینسر وغیرہ کی تشخیص اوران کے علاج میں اس سے کامیابی مل سکتی ہے، اوراس پر تحقیقات سے علاج ومعالجہ کی بابت مزید روشن امکانات سامنے آسکتے ہیں۔

## جدید تحقیق کے اہم پہلو:

ڈاکٹر ایان ولمٹ کی اس ایجاد نے اگرایک جانب دنیا میں ہلچل پیدا کردی ہے، اور حیرت ودہشت کے ماحول میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہورہے ہیں جو دین واخلاقیات سے لے کر قانون وسماج اور سیاسیات ومعاشیات سب سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، تو دوسری جانب یہ بھی قابل غور امر ہے کہ ۲۷۸ تجربات جوایک ساتھ کئے گئے ان میں سے صرف ۲۹ کے اندر تقسیم شروع ہوئی، اور رحم میں ڈالنے کے بعد بھی پیدائش صرف ایک بھیڑ کی ہوئی، صرف ایک بھیڑ کا وجود سراپا سوال تھا ہی، اس کے ساتھ اور بھی متعدد سوالات جڑ گئے، کیا یہ بھیڑ ''ڈولی'' اپنی طبعی عمر تک زندہ رہے گی؟ چھ سالہ بھیڑ کے تھن کے اس خلیہ پر جو چھ سال گذرے تھے جس سے ''ڈولی'' پیدا ہوئی، کیا ''ڈولی'' کی زندگی سے وہ چھ سال کم ہو جائیں گے؟ کیا اس طرح پیدا ہونے والی یہ بھیڑ بچے جن سکے گی؟ یہ تو صرف چند سوالات ہیں، صحت وسماج، قانون واخلاق سیاست ومعیشت اور رشتے و خاندان اور تقریباً زندگی کے ہر باب سے متعلق بے انتہا خطرناک، تباہ کن اور بھیانک سوالات کا سلسلہ ہے جن میں سے چند اہم کا تذکرہ آگے بھی آرہا ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا جانداروں میں کلوننگ کی کوشش ایک عرصہ سے جاری تھی، اور مینڈک، چوہے وغیرہ تیار بھی ہوئے تھے، لیکن ڈاکٹر ایان ولمٹ کی اس تحقیق میں دو چیزیں حیرتناک تھیں، اب تک کلوننگ کے عمل ابتدائی نشو ونما کے مرحلہ سے گذرنے والے مثلاً جنین سے حاصل خلیہ سے کئے گئے تھے، بالغ جاندار جس کے خلیے پختہ ہو چکے ہوتے ہیں اور خلیہ کے مصروف عمل

کروموزوم کے علاوہ دیگر کروموزوم خاموش ہو چکے ہوتے ہیں، ایسے خلیہ کو استعمال کر کے دیگر کروموزوم کے اندر بھی سرگرمی واپس لے آنا حیرتناک امر تھا، ڈاکٹر ایان ولمٹ نے چھ سالہ بھیڑ کے پختہ خلیہ کو استعمال کیا، لیکن دیگر کروموزوموں کے اندر سرگرمی کیونکر شروع ہوگئی اس سے ڈاکٹر ایان ولمٹ خود بھی ناواقف ہیں۔ دوسری حیرتناک چیز یہ تھی کہ جب مادہ منویہ اور انڈا ملتے ہیں تو بارآور ہو کر تقسیم شروع کر دیتے ہیں جو جنین کی پیدائش کا اولین مرحلہ ہوتا ہے، خالی انڈے کے اندر تھن کے ۴۶ کروموزوم ڈالنے کے بعد اس میں تقسیم کا عمل شروع کرانا ایک مشکل مرحلہ تھا، ڈاکٹر ایان ولمٹ نے اس میں کامیابی حاصل کی، انہوں نے بجلی کا انتہائی خفیف سا شاک لگایا یعنی صرف اتنی تحریک دی جتنی فطری طور پر مذکر و مؤنث کے جنسی مادہ کے امتزاج کے وقت طبعی طور پر ہوتی ہے، یہاں یہ واضح رہے کہ خلیہ کی دیوار اور کروموزوم کے درمیان رقیق مادہ جسے سائٹوپلازم کہتے ہیں، انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، ڈاکٹروں کے مطابق خلیہ کے اندر کی زندہ سرگرمی کا راز اسی مادہ میں ہوتا ہے، ڈاکٹر ایان ولمٹ کا یہ کارنامہ ضرور ہے کہ تھن سے نکالے ہوئے خلیہ کے نیوکلیس کو انتہائی مناسب ترین اور متوازن ماحول فراہم کر کے اس کی سرگرمی کو موقوف رکھنے اور پھر خالی انڈے کے اندر ڈال کر مکمل موافق ماحول کا توازن برقرار رکھ کر تقسیم کا عمل شروع کرانے میں انہوں نے کامیابی حاصل کی۔

## خلاصۂ ایجاد:

کلوننگ کے عمل میں جن امور کی ضرورت بہرحال رہتی ہے، نکات کی شکل میں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ مؤنث کا انڈا ضروری ہے، کیونکہ صرف جنسی خلیہ کے اندر یہ قدرت ہوتی ہے کہ دوسرے خلیہ کے ساتھ آمیز ہو جائے اور تقسیم و اضافہ شروع کرے، جسم کے دوسرے خلیوں میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

۲۔ ۴۶ کروموزوم کی موجودگی لازمی ہے خواہ مذکر و مؤنث کے جنسی خلیوں سے

۲۳ + ۲۳ ملا کر ۴۶ پورے کئے جائیں، یا انڈے کے ۲۳ کروموزوم کو ختم کر کے خالی انڈے میں جسم کے کسی خلیہ کے ۴۶ کروموزوم داخل کئے جائیں۔

۳۔ بارآوری کے بعد حمل میں ڈالنا ضروری ہے جہاں مکمل طبعی طریقہ پر مدت پوری ہونے کے بعد ولادت ہوتی ہے۔

یہ تین نکات موجودہ کلوننگ کے اندر لازمی ہیں، ان پر غور کرنے سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

الف۔ جاندار کی تخلیق کے لئے جن عناصر کو اللہ رب العزت نے بنایا ہے، وہ تمام کے تمام اب بھی درکار ہیں، ان میں سے کسی بھی عنصر کو انسان نے تیار نہیں کیا ہے، کروموزوم ہو یا سائٹو پلازم، یا انڈا یا بچہ دانی سب اسی خالق واحد کے بنائے ہوئے ہیں۔

ب۔ تخلیق کی جو سنت اور طریقہ اللہ نے جاری فرمایا ہے، وہی طریقہ اب بھی ضروری ہے، یعنی انڈے کے اندر ۴۶ کروموزوم کی موجودگی، پھر ان کی بارآوری، تقسیم، پھر اعضاء کی تشکیل، پھر جنین اور وقت مقررہ پر ولادت۔ "ڈولی" کی پیدائش میں بھی انہی مراحل سے گذرا گیا ہے، اور ۲۷۸ میں سے صرف ایک کوشش آخری مرحلۂ ولادت تک پہنچ سکی، بقیہ کوششیں مختلف مرحلوں میں آکر ناکام ہوتی گئیں۔

ج۔ ان دو بنیادی امور یعنی عناصر کی پیدائش اور ان کے عملی مراحل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، کلوننگ میں طبعی طریقہ سے ہٹ کر جو کچھ ہوا ہے وہ اس قدر ہے کہ فطری طریقہ میں مادہ منویہ انڈے کے ساتھ مل کر ۴۶ کی تعداد پوری کرتے اور تقسیم کا عمل شروع کراتے ہیں، کلوننگ میں اسی کی متبادل کوشش کی گئی کہ انڈے کے اندر ۴۶ کی تعداد پوری کر کے تقسیم شروع کرائی جائے۔

سائنس دانوں کی ماہرانہ کوشش کے ذریعہ تخلیقی عمل کے مراحل کو سمجھا گیا اور پھر ٹھیک اسی عمل کو دوہراتے ہوئے اس کے عناصر و مشتملات کے صرف ایک چھوٹے سے جز میں معمولی تبدیلی کر کے اس تبدیلی کو اصل کے مطابق کرنے کی کوشش کی گئی جس میں کامیابی ملی، خالی انڈے کے

اندر جسم کے خلیہ کے جس نیوکلیس کو ڈالا گیا ہے وہ نیوکلیس بھی مذکر و مؤنث کے ملاپ ہی سے تیار ہوا ہے، دونوں جنس کے ۲۳۔۲۳ کروموزوم کے ملنے سے پیدا ہونے کے فطری طریقہ میں اللہ کی زبردست حکمت کارفرما ہے، یعنی دونوں جانب سے آنے والی صفات کی آمیزش سے اپنی علاحدہ انفرادیت اور تشخص رکھنے والے تیسرے شخص کی پیدائش، جو نظام زندگی کو استوار رکھنے کی ایک اہم بنیاد ہے، ایک ہی خلیہ کے مکمل ۴۶ کروموزم کو خالی انڈے میں ڈال کر پیدا کرنے کے بعد موجودہ طریقہ سے یہ اہم حکمت بھی متأثر ہوتی ہے۔

ان تفصیلات سے سمجھا جاسکتا ہے کہ کلوننگ کی حقیقت کیا ہے، قرآن کے اس اعلان کی صد فیصد صداقت پوری آب وتاب کے ساتھ اب بھی قائم ہے کہ ﴿ألا له الخلق و الأمر﴾ (اعراف/۵۴) اور ﴿الله خالق كل شئ﴾ (زمر/۶۲) اور ﴿أم جعلوا لله شركاء خلقوا كخلقه فتشابه الخلق عليهم، قل الله خالق كل شئ و هو الواحد القهار﴾ (رعد/۱۶) اور ﴿لن يخلقوا ذباباً و لو اجتمعوا له﴾ (الحج/۷۳)۔

کلوننگ کے اس عمل کو نہ تو "خلق" کہا جاسکتا ہے اور نہ خلق میں معمولی سی شرکت، اسلام کا عقیدہ اپنی جگہ قائم ہے اور چیلنج تخلیق اب بھی دے رہا ہے۔

## کلوننگ کے منفی اثرات:

کلوننگ کے گرد مختلف نوعیتوں کے سوالات گردش کررہے ہیں، کچھ سوالات تو ایسے ہیں جن کے جواب سے انسان ناواقف ہے، کچھ سوالات موہوم اور مجہول مستقبل سے تعلق رکھتے ہیں، اور آنے والے دنوں ہی میں ان سے پردہ اٹھ سکتا ہے، ان کے علاوہ کلوننگ سے متعلق کچھ امور ایسے ہیں جو بالکل واضح اور ان کے منفی اثرات مکمل نمایاں ہیں، یہ اثرات زندگی کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھتے ہیں، جن کا سرسری تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے:

۱۔ کلوننگ کے ذریعہ پیدا ہونے والا بچہ اپنی شخصی پہچان سے محروم ہوگا، جس سے قانون و ذمہ داری کے باب میں متعدد مشکلات پیدا ہوں گی۔

۲۔ اس تکنیک کی بیشتر پیدائشیں نقص دار ہوں گی، اگر کئی بچے ایک ساتھ تیار کیے جائیں گے تو سارے ناقص الخلقت بلکہ بسا اوقات بھیانک روپ میں پیدا ہوں گے۔

۳۔ رشتہ و خاندان کا نظام ٹوٹ پھوٹ جائیگا، جس سے قرابت، میراث اور نسب کی مشکلات جنم لیں گی۔

۴۔ پیدا ہونے والا بچہ والدین اور ان کی شفقت سے محروم ہوگا، اور مستقل نفسیاتی مشکلات سے دوچار رہے گا۔

۵۔ پیدا ہونے والے بچے کا رشتہ صاحب خلیہ اور صاحبہ حمل سے کیا ہوگا؟ جس کی نقل تیار کی گئی ہے، یہ بچہ اس کا بھائی ہوگا؟ لڑکا ہوگا؟ یا کیا؟ جس کے بطن سے وہ جنم لے گا وہ عورت اس کی کیا ہوگی؟ اگر جسمانی خلیہ بھی اسی عورت کا ہو تو پھر وہ بچہ اس کا بھائی ہوگا؟ یا نہیں؟ یا پھر کیا؟

۶۔ بڑے بڑے مجرمین اپنے جیسے جرائم پیشہ افراد تیار کرا کر دنیا میں تہلکہ مچا دیں گے۔

۷۔ ظالم و جابر حکمرانوں کی موت سے انسانیت کو نجات ملنے کی صورت ختم ہو جائے گی۔

۸۔ پیدا ہونے والے بچے کی قانونی حیثیت کیا ہوگی؟ کون شخص اپنی کتنی نقلیں تیار کرا سکتا ہے؟ کوئی شخص کسی دوسرے کی نقل تیار کرنے کا حق رکھے گا یا نہیں؟

۹۔ پھر ان سب امور کے لئے اخلاقی ضوابط کیا ہوں گے؟ اور خفیہ طور پر انجام پانے والے امور پر ان ضوابط کی گرفت کیسے ہوگی؟

یہ تو صرف سرسری طور پر چند امور کا ذکر دیا گیا، ورنہ نقصانات کی فہرست تو اس وقت مکمل ہی نہیں ہو سکتی ہے، آنے والے ایام اور اس تحقیق کے مزید پہلو ابھی متعدد سوالات جنم دیں گے۔

## کلوننگ پر شرعی نظر:

اب تک اس مسئلہ پر عام انداز سے روشنی ڈالی گئی، ذیل میں شرعی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کو دیکھا جارہا ہے:

کلوننگ کا مسئلہ عالم عرب کے علماء کے درمیان کافی زیر بحث ہے، عالم عرب کے متعدد اداروں کی جانب سے ان پر غور وخوض بھی کیا گیا ہے اور احتیاطی فیصلے کئے گئے ہیں، اس ضمن میں المنظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ اور مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کے باہمی تعاون سے منعقد ہونے والا کاسابلانکا (الدار البیضاء) مراکش سمینار اور خود مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا دسواں سمینار خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جن میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مرد وعورت کے ازدواجی تعلق کے اندر کسی بھی تیسرے فریق کی شمولیت کی ہر صورت حرام ہے، خواہ وہ مادۂ منویہ کی شکل میں ہو یا انڈا، یا جسمانی خلیہ یا رحم کی شکل میں۔

کلوننگ کا عمل شریعت کے متعدد اصولوں سے متعارض بنتا ہے، ظاہری بات ہے کہ دین واخلاق سے پوری طرح آزاد علمی تحقیق کے جو مراحل اور نتائج سامنے آئیں گے وہ دین کے چوکھٹے میں فٹ نہیں ہوسکیں گے اور پھر چند طاقتور مجنوں صفت اوباش پوری انسانیت پر ظلم کے پہاڑ توڑیں گے، ایٹم بم کی ایجاد اسی پس منظر میں ہوئی جس کے تباہ کن نتائج سے پوری انسانیت نہ صرف دوچار ہے بلکہ پوری دنیا کو دسیوں بار تباہ و برباد کر دینے والے ایٹمی ذخیرے دنیا میں موجود ہر آن خطرہ بنے ہوئے ہیں، ازدواجی تعلق کا احترام اور ناجائز جنسی تعلق کی حرمت اسلام کا بنیادی اصول ہے، کلوننگ میں یہ اصول ٹوٹ کر رہ جاتا ہے، ساتھ ہی قرابت ورشتہ اور خاندانی نظام ختم ہو جاتا ہے۔

انہی جیسے امور کے پیش نظر علمائے دین نے کلوننگ پر منفی ردعمل کا اظہار کیا ہے، ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے تین بنیادوں پر کلوننگ کو حرام قرار دیا ہے، پہلی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں امتیاز وفرق رکھا ہے ﴿و من الناس والدواب والأنعام مختلف ألوانه﴾ (فاطر/٢٧) ﴿و من آیاته خلق السموات و الأرض واختلاف ألسنتكم و ألوانكم﴾ (روم/٢٢) یہ امتیاز وتشخص کلوننگ میں ختم ہو جاتا ہے۔ دوسری بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں

جوڑے کا نظام رکھا ہے ﴿وخلقناکم أزواجا﴾ (النبأ/۸) ﴿و من کل شئ خلقنا زوجين﴾ (ذاریات/۴۹) کلوننگ اس نظام کے بھی خلاف ہے۔ تیسری بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسانی معاشرہ میں خاندان کو معیار و بنیاد بنایا ہے، خاندان کے زیر سایہ بچہ پرورش پاتا ہے، یہ خاندانی نظام بھی کلوننگ میں باقی نہیں رہتا ہے۔

## آخری بات:

حقیقت یہ ہے کہ کلوننگ کا عمل انسان کے اندر ابھی صرف ذہنی دعوی ہے، تا دم تحریر انسانی کلوننگ کا اعلان نہیں ہوا ہے، ہاں جانوروں کے اندر مختلف انداز سے کلوننگ کی جاچکی ہے، اور اب پستاندار جانور کے اندر تجربات کئے گئے ہیں، جانوروں کے اندر کلوننگ کو تو درست قرار دیا جارہا ہے، انسانی کلوننگ کے تعلق سے اسلام کے اصولی ضابطے ہمارے سامنے ہیں، جزوی اور تفصیلی فیصلے قبل از وقت ہوں گے، اسی لئے بعض حضرات کا خیال ہے کہ علاحدہ علاحدہ حالتوں کے لئے علاحدہ علاحدہ جزوی احکام ان حالات کے پیش آنے کے بعد ہی دئے جاسکتے ہیں، ابھی تو نئی تحقیق کا پہلا قدم ہے، اسلام نے علم و تحقیق پر کوئی بندش نہیں لگائی، ہاں اس کے لئے ضابطے ضرور مقرر کئے ہیں کہ وہ علم نفع رساں اور انسانیت کے مفاد میں ہو، ضرر رساں علم سے اللہ نے ہمیں روکا ہے، آئندہ تحقیقات کن معلومات کو واشگاف کرتے ہیں اور اللہ کی کیا کیا قدرتیں جلوہ گر ہوتی ہیں وہ تو آنے والے ایام بتائیں گے۔

فقہی اور شرعی نقطہ نظر سے کلوننگ کے مسئلہ کو دیکھنے کے علاوہ مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بھی کافی غور طلب ہے، جس پر اس وقت دنیا کے ارباب بست و کشاد غور بھی کررہے ہیں، وہ یہ ہے کہ اسلام نے جہاں علم و تحقیق کے لئے ضوابط رکھے ہیں، کلوننگ کی سمت میں ہونے والی یہ تحقیق اسلامی نقطہ نظر سے کیا حیثیت رکھتی ہے؟ کیا ایسی تحقیق جاری رہنی چاہئے خواہ انسانی کلوننگ ممنوع قرار دے دیا جائے؟ یا سرے سے ایسی کسی تحقیق کی ہمت افزائی اسلام میں نہیں ہے؟ ان جیسی

تحقیقات کے لئے سخت ضوابط کیا ہوں گے؟ اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے کیا سزا ہوگی؟ انسانی کلوننگ ساری ممانعتوں کے باوجود اگر وجود میں آتی ہے تو اس کی علاحدہ علاحدہ اقسام کے لئے کیا کیا احکام ہوں گے؟

یہ وہ چند امور ہیں جن پر غور کرتے ہوئے اس موضوع کی تازہ بہ تازہ معلومات سے مسلسل واقفیت رکھنی بھی ضروری ہے تاکہ صحیح نتیجے تک رسائی آسان ہو۔

و الله هو الموفق للصواب۔

# کلوننگ کے رائج مفاہیم ومعانی

ڈاکٹر محمد ہیثم خیاط

لفظ "استنساخ" ( کلوننگ - Cloning) دراصل ذرائع ابلاغ کا پھیلایا ہوا ہے، یہ لفظ غیر واضح ہونے کے باوجود عام ہو چکا ہے، دوسری جانب اس لفظ کے اندر کئی مفاہیم پوشیدہ ہیں، فی الحال یہ لفظ چار معانی میں استعمال ہو رہا ہے:

## اول:

باپ کے کسی بھی خلیے (سیل- Cell) کے نیوکلیس کو ایسے انڈے کے اندر داخل کر دیا جائے جس کے نیوکلیس کو نکال دیا گیا ہو، وہ دونوں مل کر ایک مکمل سیل بن جاتا ہے جو مکمل موروثی تھیلی (Genetic Packet) پر مشتمل ہوتا ہے، ساتھ میں وہ اپنی موروثی تھیلی (جنیٹک پیکٹ) کی تکمیل کے لئے تقسیم کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، اگر اس سیل کو ماں کے رحم میں منتقل کر دیا جائے تو وہ پرورش پانے اور مکمل ہونے لگتا ہے اور بحکم خداوندی مکمل مخلوق کی شکل اپنا لیتا ہے، مطلقاً لفظ کلوننگ استعمال کرتے ہوئے یہی مفہوم مراد لیا جاتا ہے۔

اس موقع پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ نئی مخلوق اپنے باپ کی صد فیصد مشابہ نہیں ہوتی ہے، کیونکہ نیوکلیس نکالنے کے بعد بھی ماں کے انڈے کے اطراف میں نیوکلیس کے اجزاء باقی رہ جاتے ہیں، اور باپ کے سیل سے تشکیل پانے والی صفات میں ان اجزاء کا اچھا خاصا اثر شامل رہ جاتا ہے۔

دوم:

باپ کے مادۂ منویہ سے نصف موروثی تھیلی (جنیٹک پیکٹ) کو حاصل کر کے ماں کے انڈے کی نصف موروثی تھیلی (جنیک پیکٹ) کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے، یہ دونوں مل کر ایک سیل بن جاتے ہیں جو مکمل موروثی تھیلی پر مشتمل ہونے کے ساتھ تقسیم و بکھراؤ کی طاقت بھی رکھتے ہیں، اب جب اپنے ہی جیسے خلیوں میں تقسیم ہونا شروع کرتے ہیں تو باہم متمایز ہونے سے پہلے ہی ابتدائی مرحلہ میں بعض خلیوں کو بعض سے جدا کر لیا جاتا ہے، ان میں سے ہر سیل بحکم خداوندی ایک مکمل مخلوق کی شکل میں آنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور وہ اپنے جیسے دیگر سیلوں کے مکمل مشابہ ہوتا ہے۔

سوم:

انسان کے سیل سے "سلالہ" حاصل کر کے ایک مخصوص ماحول میں مخصوص طریقہ پر افزائش کی جاتی ہے، یہ عمل مرض کی تشخیص یا علاج میں اس سے استفادہ کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔

چہارم:

کسی ایک جین، یا اسے صفت کیرکٹر کہہ لیں، (یہ جین ان چھوٹے دانوں کو کہتے ہیں جن کا پورا سلسلہ مل کر کروموزوم کہلاتا ہے) کو نکال کر علاحدہ کر دیا جاتا ہے تا کہ اگر وہ کسی مرض کا حامل ہے تو بحکم خداوندی مرض دور ہو جائے۔

یہ طریقے انسانوں کے اندر اپنائے جاتے ہیں، اور میرے خیال میں یہی ہمارا موضوع بحث بھی ہے، میرے علم کے مطابق ابتدائی دونوں قسموں کا نمونہ ابھی سامنے نہیں آیا ہے، تیسری قسم پر چند برسوں سے کامیابی کے ساتھ کام جاری ہے، اور چوتھی قسم پر اس وقت کام ہوا ہے۔

پودوں اور جانوروں پر کئے جانے والے کلوننگ کے تجربات ہمارے زیر بحث نہیں ہیں، اور اگر لوگوں کی منفعت کے لئے کام ہو رہا ہو تو بظاہر اس پر کسی کی نکیر بھی نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

# کلوننگ شرعی نقطۂ نظر سے

۱۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب

۲۔ مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری صاحب

۳۔ مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب

۴۔ سلطان احمد اصلاحی صاحب

# ۱

## حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب:

جناب کا گرامی نامہ متعلقہ (کلوننگ) یا انسانی فوٹو کاپی کا مسئلہ ملا اور خاص کر جدہ ومراکش کے اس موضوع پر سیمناروں میں کچھ عرض کر دینے کا اشارہ بھی آپ کے خط سے ملتا ہے، احقر نے آج سے دس برس قبل (کلوننگ) انسانی فوٹو کاپی کے سلسلہ میں لکھا تھا جو کلوننگ کے ہر شق کے حق شرعی کو حاوی ہے اور "منتخبات نظام الفتاوی" کے "باب الحظر والإباحة" کے صفحہ ۳۳۷ سے صفحہ ۳۴۶ تک پھیلا ہوا ہے، بہر حال وضاحت کے طور پر عرض ہے کہ مراکش کا سیمینار تو بالکل قابل اعتنا نہیں ہے بلکہ اس کا ڈگر نہایت خطرناک ہے جو ابھی واضح نہ ہو مگر بعد میں واضح ہو جائے گا۔ البتہ جدہ کا سمینار کچھ غنیمت ہے اور قابل توجہ ہے، مگر تشنہ ہے، اس لئے اس کی تشنگی دور کرنا ضروری ہے، نیز اس کی وضاحت کی بھی ضرورت ہے، اس لئے پہلے یہ سمجھئے کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جو جوامع الکلم بھی ہے، یعنی جو اپنے کلام کے تمام مندرجات پر شامل اور سب کا واضح کرنے والا بھی ہوتا ہے، اور معجز بھی ہے اور اسی طرح موجز بھی ہے، ایک جگہ ارشاد باری ہے: ﴿وما أرسلناک من رسول إلا ليطاع﴾ اور ایک جگہ ارشاد باری ہے: ﴿وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾ ان نصوص کا اور ان جیسے نصوص کا تقاضا یہ ہے کہ ان نصوص سے ذرا سا بھی ادھر ادھر نہ ہٹا جائے، اگر سر مو بھی ادھر ادھر ہٹا جائے گا تو گمراہی میں پڑ جانے کا شدید خطرہ ہو جائے گا، کما دل علیہ قولہ تعالی: ﴿وأن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه، ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله﴾ ترجمہ: بلاشبہ وشک کے یہ دین میرا سیدھا راستہ ہے

صرف اسی کی اتباع کرو اور اس کے علاوہ کسی اور دیگر یا راستے کی خواہ کتنا خوشنما ہو ہرگز اتباع نہ کرو، ورنہ یہ چیز تم کو اللہ کے راستہ سے اور تمہارے دین سے ہٹا دے گی جو خاص قسم کی گمراہی میں ڈال دے گی۔

نیز حدیث پاک میں ہے: ''أوتيت جوامع الكلم'' یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھی جوامع الکلم سے نوازا ہے، پس آپ کے جوامع الکلم میں بھی تمام مندرجات شامل ہو جاتے ہیں، لہٰذا ان سے بھی سرمو اختلاف یا خروج جائز نہ رہے گا، علاوہ ازیں حضرت رسالت مآب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تو خود حضورؐ کی برکت سے، نیز صحابہ کرام کی فدائیت سے آیات واحادیث کے ظاہر وباطن پر پورا پورا عمل کرنے کی برکت سے آیات واحادیث شریفہ کے تمام مندرجات بآسانی منکشف ہو کر پوری بات واضح ہو جاتی تھی اور کوئی اشکال باقی نہیں رہتا تھا، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی صحابہ وتابعین وغیرہ حدیث وقرآن کے ظاہر وباطن پر پورا پورا عمل کرنے کی برکت سے ان پر بھی تمام مندرجات نصوص اچھی طرح منکشف ہو جاتے تھے، اور ان کے سامنے بھی حدیث وقرآن کے علاوہ کا کوئی تصور نہیں رہتا تھا اور مندرجات نصوص بآسانی سمجھ کر حق مان لیتے تھے، كما دلّ عليه قوله تعالىٰ: ﴿على بصيرة أنا ومن اتبعني﴾ پھر چونکہ یہ دین قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے، آخر الادیان ہے، اور تمام ادیان کے لئے ناسخ بھی ہے، اور تمام احکام خداوندی معلوم کرنے کا ذریعہ صرف یہی احادیث وآیات تھیں اور ہیں، اور اللہ تعالیٰ پورے عالم کے لئے ''عالم الغيب والشهادة'' بھی ہیں اور ہر انقلاب کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تھا اور ہے، كما دلّ عليه قوله تعالىٰ: ﴿هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم﴾ اس لئے یہ بھی جانتے تھے کہ مرور زمانہ سے بتقاضائے بشریت صحابہ وتابعین کے بعد لوگوں میں عام طور سے نہ تو صحابہ وتابعین جیسی فدائیت اور فنائیت وہمت باقی رہے گی، اور نہ تو ان جیسی یکسوئی باقی رہے گی اس لئے اللہ جل شانہ نے امت پر مزید کرم یہ فرمایا کہ اپنے کلام کو اس طرح نازل فرمایا کہ بعض آیات بعض کے لئے بیان اور بعض احادیث بعض کے لئے بیان ومددگار بن جائیں اور ان کی مدد اور بیان سے ہمارے کلام کو اور

ہمارے منشا کو سب لوگ اچھی طرح سمجھ سکیں گے، اس سلسلے میں آیات واحادیث تو بے شمار ہیں ان سب کو لکھنے میں تطویل ہوگی، اس لئے اسی کے قبیل کی محض ایک آیت جو اس مذکورہ مقصود کے علاوہ اور بھی حقائق وحکم پر مشتمل ہیں بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے: ﴿تبارك الذي بيده الملك وهو على كل شئ قدير الذي خلق الموت والحياة ليبلوكم أيكم أحسن عملا﴾ [سورہ ملک: ۲۹] ترجمہ: تبارک الذي یعنی پوری قابو یافتہ صرف وہ ذات ہے جس کے قبضہ قدرت میں تمام بادشاہتیں ہیں اور وہ ہر چیز پر پورا قادر ہے اور اسی نے موت وحیات کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ اس کے ذریعہ سے تم کو جانچے اور تم سب پر اپنی حجت تمام کردے تاکہ تم سب لوگ جان لو، یعنی تم سب پر بھی خوب واضح کردے کہ کون کتاب وسنت کے مطابق عمل کرتا ہے اور کون عمل کرنے میں اچھا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو سب چیزیں بلاشبہ عیاں اور ظاہر ہیں۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضور ﷺ نے سمجھانے کا ایک اور معیار بھی بیان فرمایا ہے، اور دنیا سے تشریف لے جانے سے کچھ قبل بطور وصیت کے بیان فرماتے ہیں: "إني تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله" اس حدیث میں لفظ "لن" جو آیا ہے، وہ نفی تاکید در مستقبل ہے جو زمانہ اخیر تک کے لئے ہے۔ اور اسی کی جانب اشارہ اس آیت کریمہ میں بھی ہے: ﴿فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره ومن يعمل مثقال ذرة شراً يره﴾ اور اس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ قیام قیامت اور صبح قیامت تک جو شخص بھی ذرہ برابر نیک کام کرے گا اس کو وہ دیکھے گا اور انعام پائے گا، اور جو شخص ذرہ برابر برُا کام کرے گا وہ اس کو دیکھے گا اور عذاب پائے گا، اس کا ظاہر متبادر مفہوم یہی ہے کہ ان سب کا حساب دینا بھی پڑے گا، لہذا صبح قیامت تک کے لئے یہ تنبیہ اور وصیت بلاشبہ باقی رہے گی۔

ان تمام مذکورہ نصوص سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ مندرجات نصوص قرآنی وحدیثی سمجھنے کے لئے سرمو بھی ان کے مفہوم سے ادھر ادھر ہٹنے کی اجازت نہیں ہے ورنہ گمراہی کا دروازہ کھلے گا۔

منسلکہ عبارتوں میں حیوانات ونباتات کے کلوننگ کے حالات پر جسم انسانی کے کلوننگ کو اعتبار کرنے کا اشارہ ملتا ہے جو بالکل خلاف عقل ودانش اور ناجائز ہوگا، اور طرح طرح کی بہیمت وبے شرمی، حیا سوزی اور بے عزتی کے حالات پر مشتمل ہوگا جس کی شرعاً قطعاً اجازت نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان نئی روشنی والوں کو اور ان جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو اس آیت کریمہ ﴿سخر لكم ما في السموٰت وما في الأرض جميعا منه إن في ذلك لآيات لقوم يتفكرون﴾ (یعنی اللہ نے اشرف المخلوقات (انسان) کے لئے تمام عالم سفلیات مسخر کردیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سوچیں اور اللہ کو پہچانیں اور اللہ کی قدرت کاملہ کو سمجھ کر اللہ پر ایمان لائیں) سے سبق لینا چاہئے۔

چنانچہ کرۂ ارض، کرۂ ماء یعنی سمندر وغیرہ، اور کرۂ ہوا، کرۂ نار بلکہ اس کے اوپر بھی اس حصہ میں جس حصہ میں چاند ستارے اور تمام سیارات گردش کرتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے: ﴿وكل في فلك يسبحون﴾ (یعنی یہ سب سیارے اسی دائرۂ مکفوف میں تیرتے ہیں) اسی طرح ﴿زينا السماء الدنيا بزينة الكواكب وحفظا من كل شيطان مارد﴾ وارد ہے، تاکہ تم ان میں غور وفکر کرکے خدا کی مزید معرفت حاصل کرو اور ان تمام عطیہ تسخیرات کی حقیقت صرف تسخیر عملی اور معلوماتی قرار دو تاکہ اس تسخیر عملی کے ذریعہ سے تم خدا کی مزید معرفت حاصل کرو اور پہچانو، اس تسخیر میں تم کو تسخیر تخلیقی نہیں دی گئی ہے۔ ذرا غور کرو اور عقل سے کام لو تو واضح ہوکر حقیقت منقح ہوجائے گی، مثلاً اسی کروموزوم وغیرہ میں غور کرو اور دیکھو مادہ (مونث) میں نطفہ کے انڈے اور موروثی تھیلی آپس میں ملنے سے تقسیم نسل وغیرہ کی جو طاقت ملتی ہے اگر اللہ تعالی پیدا نہ کریں تو کون طاقت ہے جو پیدا کردے، یا انڈے ہی اللہ پیدا نہ کرے تو کون طاقت ہے جو اسے پیدا کردے، محض اللہ کی طاقت سے پیدا کرنے کو تم بھی سمجھتے اور مانتے ہو۔ اسی طرح حیوانات ونباتات وغیرہ میں جو مادہ نسل پھیلانے اور بڑھانے کا ذریعہ ہیں اگر اللہ تعالی ان کو روک لیں نہ پیدا فرمائیں تو کون طاقت ہے جو پیدا کرسکے، اس کمزوری ومجبوری کو مانتے اور دیکھتے ہوئے بھی اس

تسخیر عملی ومعلوماتی کو تسخیر تخلیقی کیسے کہہ سکتے ہو، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ ﴿ألا له الخلق والأمر﴾ میں واضح طور پر بیان فرمادیا ہے کہ تخلیق اور اس کا حکم سب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہے۔ پھر اللہ کریم نے لوگوں کو مزید معرفت دینے کے لئے اور اپنی مزید معرفت کاملہ اور مزید حق واضح کرنے کے لئے کچھ ایسی آیات بھی نازل فرمادیں جو بدایۂ خرق عادت اور معجزہ ہونے پر صریح دال بن جاتی ہیں اور ایسی لاجواب ہوجاتی ہیں کہ بغیر معجزہ خداوندی مانے ہوئے عقل سمجھنے سے عاجز ودرماندہ رہ کر ماننے پر مجبور رہتی ہے، مثلاً جب حضرت زکریاؑ نے حضرت مریم کے پاس بے موسم تازہ پھل دیکھے اور پوچھا کہ ﴿یا مریم أنی لک هذا قالت هو من عند الله ...... هنالک دعا زکریا ربه﴾ اور اس سوال وجواب سے حضرت زکریاؑ میں معرفت الٰہی کا ایک نیا باب منکشف ہوگیا اور فوراً اولاد کے لئے دعا کرنے لگے اور دعا قبول بھی ہوگئی اور حضرت یحییٰ کے پیدا ہونے کی خوشخبری بھی مل گئی اور یحییٰ کے پیدا ہونے کے بعد بتقاضائے بشریت استعجاب ہونے لگا کہ میری بیوی مکمل بانجھ ہے اور میرے سارے اسباب ولادت ختم ہوچکے ہیں تو یہ بچہ کہاں سے پیدا ہوگیا اور کہہ اٹھے ﴿رب أنی یکون لي غلام وقد بلغني الکبر وامرأتي عاقر﴾ تو جواب ملا ﴿کذلک الله یفعل ما یشاء، قال رب اجعل لي آیة، قال أیتک ألا تکلم الناس ثلاثة أیام إلا رمزا﴾ ترجمہ: اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم بلا اسباب کے اور بطور خرق عادت اور بطور معجزہ پیدا کرتے ہیں، پھر حضرت زکریاؑ نے جرأت کرکے بصورت ناز پوچھا کہ علامت کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم تین دن تک لوگوں سے بول نہ سکوگے، صرف اشارہ کروگے، یہ آیت کریمہ تحقق معجزہ اور تحقق خرق عادت پر نص قطعی ہوگئی ہے۔

پھر اسی طرح حضرت مریم کے حمل کا واقعہ دیکھئے تفصیل سے قرآن پاک میں مذکور ہے:
﴿فارسلنا إلیها روحنا فتمثل لها بشراً سویاً﴾ کہ جب غسل کرنے کے لئے تنہا مکان میں گئیں اور پردہ ڈال لیا تو فرشتہ بصورت انسان آیا تو اس کی جانب نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، بلکہ منہ

پھیر لیا اور پناہ مانگنے لگیں کہ دور ہو جا ﴿إني أعوذ بالرحمن منک إن کنت تقیا﴾۔ فرشتہ نے کہا کہ میں آپ کے رب کا بھیجا ہوا رسول ہوں تا کہ تم کو ایک غلام ہبہ کر دوں، پس جب حضرت مریم کو اس کی گفتگو سے اور سیاق وسباق کلام سے اندازہ ہو گیا کہ واقعی یہ شخص انسان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے تو اس کی جانب متوجہ ہوئیں اور کہنے لگیں کہ مجھے لڑکا کیسے ہو جائے گا، مجھے تو کبھی کسی انسان نے چھوا تک نہیں ہے، یہ تو عادت اللہ کے خلاف ہے تو اس فرشتہ نے کہا کہ اسی طرح خرق عادت کے طور پر تم کو لڑکا ہو جائے گا تو حضرت مریم کو استعجاب ہوا۔ اور فرشتہ نے کہا کہ آپ کے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور یہ اس لئے کروں گا تا کہ اس لڑکے کو تمام لوگوں کے لئے ایک علامت اور رحمت بنا دوں، اور یہ بات تو اللہ پاک کے وہاں طے شدہ بات ہے، اتنا کہتے ہی حضرت مریم حاملہ ہو گئیں۔ یہ گفتگو کھلی دلیل ہے کہ اتنے گفتگو وسوال وجواب سے نگاہیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئیں اور اسی حالت میں حمل قرار پا گیا اور حضرت مریم کو حمل ہو جانے کا یقین ہو گیا، مگر بشری تقاضہ سے کچھ سوال وجواب کے بعد خاموش ہو گئیں اور مطمئن ہو گئیں، یہاں تک کہ جب ایام مخاض آیا تو فرشتہ پھر نمودار ہوا اور بطور حرق عادت کے کچھ تعلیم فرمائی (مثلاً خشک کھجور کے نیچے جا کر بیٹھ جا تو تیرے نیچے عمدہ پانی پیدا کر دیں گے، اور یہ خشک درخت ہلانا تو تازہ پھل کھجور کے گریں گے وغیر ذلک۔ غرض کہ منطوق کلام ربانی وقرار حمل وغیرہ کے واقعہ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے جتنا ابھی بیان ہوا اور بقیہ اور باتیں جیسے احصانِ فرج اور نفخ روح یعنی نفخ روحانی تھا یا جسمانی تھا وغیرہ، یہ سب امور مجمل اور آیات متشابہات واحوال مبہمات کے قبیل سے ہوئے اور جب تک صحیح حدیث "إني ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله" میں مذکور ہے ان میں سے کوئی امر ثابت نہ ہو، محض اپنی عقل وفہم سے، یا اسرائیلیات کی روایات سے اس کے بارے میں کچھ کہنا حکم شرع سے خروج نظر آتا ہے، اسی طرح یہ بھی ایک موقع تھا کہ اس وقت کلوننگ یا انسانی فوٹو کاپی یا نیوکلیس میں متعدد کروموزوم وغیرہ کے افعال کی جانب بھی کچھ اشارہ

کر دیا جاتا مگر اس سے صرف نظر کر کے اور اس کو اپنے خاص علم میں محفوظ رکھتے ہوئے فرما دیا گیا کہ یہ خرق عادت کی چیز ہے، تم لوگوں کی عقل وفہم سے باہر اور بالاتر ہے، مگر یہ بھی سمجھ لو کہ یہ خلاف عقل نہیں ہے بلکہ تمہاری عقول اگر چہ عقول متوسطہ ہوں یا عقول عالیہ ہوں، سب ان باتوں کی حقیقت ورمز سمجھنے سے عاجز ودرماندہ ہیں، ہم اسی مضمون میں پہلے کچھ تفصیل سے اس کو بیان کر آئے ہیں، اور اب پھر بیان کر رہے ہیں کہ اس کے درپے ہونے میں اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور دربار خداوندی میں گستاخی ہے، جیسا کہ اس آیت کریمہ میں غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ جب یہود نے بطور امتحان حضورﷺ سے روح کے بارے میں پوچھا تھا، صاف صاف جواب دیا گیا کہ کہہ دیجئے کہ ﴿الروح من أمر ربي وما أوتيتم من العلم إلا قليلا﴾ اس آیت کریمہ میں ان معاملات میں پڑنے سے روک دیا ہے اور ﴿وما أوتيتم من العلم إلا قليلا﴾ میں ان چیزوں میں پڑنا بڑی گستاخی قرار دیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے احقر نے عرض کیا تھا کہ اس سیمینار میں تشنگی ہے اس کو دور کر دینا ضروری ہے۔ (اور اب) اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم اور ذوق صحیح عطا فرمائے، مزید بیان کرنے کو گستاخی قرار دے کر ان کو ختم کرتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

## ۲

### مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری:

اس زمین پر شروع میں صرف دو انسان تھے، یعنی حضرت آدم اور ان کی بیوی حضرت حوا، اسی جوڑے کی تکثیر نسل ہوئی اور تاریخی اعداد وشمار کے اعتبار سے تقریباً پانچ یا ساڑھے پانچ ہزار سال میں پورے روئے زمین اربوں انسانوں سے معمور ہے جبکہ اربوں انسان زمین میں مل کر خاک ہوگئے، تکثیر نسل کے اسی طریقہ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم أنشأناه خلقا آخر فتبارك الله أحسن الخالقين﴾۔

ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا، پھر اس کو نطفہ بنا کر اس کو جمے ہوئے ٹھکانے میں قرار دیا، پھر بنادیا نطفہ کو خون بستہ، پھر کیا خونی بستہ کو گوشت کی بوٹی، پھر پیدا کیا مضغہ میں ہڈی، پھر پہنا دیا ہڈیوں کو گوشت، پھر کر دیا اس کو ایک دوسری صورت، پس بڑا برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے [المؤمنون]۔

اس آیت میں انسان کی تخلیق کے ارتقائی اور تدریجی منازل بیان فرمائے ہیں اور اس کے بعد پھر اس کی اختتامی منزل یعنی انتہائی عروج کے بعد اس کے انتہائی زوال یعنی فنا اور ناپید ہونے کو بیان فرمایا ہے:

﴿ثم إنكم بعد ذلك لميتون ثم إنكم يوم القيامة تبعثون﴾۔

پھر تم اس کے بعد مر جاؤ گے پھر تم قیامت کو اٹھائے جاؤ گے۔

ہماری تحریر کردہ اوپر والی آیت نمبر ایک کی اجمالی تفسیر دوسرے اسلوب میں اس طرح بیان فرمائی ہے:

﴿هو الذي خلقكم من نفس واحدة وجعل منها زوجها ليسكن إليها فلما تغشاها حملت حملاً خفيفاً فمرت به فلما أثقلت دعوا الله ربهما لئن آتيتنا صالحا لنكونن من الشاكرين﴾۔

اسی نے تم کو نفس واحد سے پیدا کیا ہے اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے سکون حاصل ہو، پس جب مرد نے عورت کو ڈھانپ لیا تو وہ ہلکے حمل سے حاملہ ہوئی کہ چلتی تھی پھر جب حمل بھاری ہو گیا تو دعا کرنے لگے کہ اگر تو نے مجھے نیک اور صالح اولاد عطا کیے تو ہم تیرے شکر گذار بندوں میں سے ہوں گے۔

اس آیت میں پیدائش انسان کے معروف طریقے کو بیان فرما کر یہ بھی بیان فرما دیا کہ عورت مرد کے لئے باعث سکون ہے، اگر طریقہ کلوننگ کے ذریعہ انسان پیدا ہونے لگا تو عورت باعث سکون نہیں باعث ضرورت ہو جائے گی۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ومن آياته أن خلقكم من أنفسكم أزواجاً لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة﴾[الروم]۔

اور اس کی آیات میں سے ہے تمہارے نفوس سے جوڑے بنانا تا کہ تم راحت پاؤ اور کر دیا تمہارے درمیان مؤدت اور رحمت۔

اس سے معلوم ہوا کہ زوجہ باعث سکون ہونے کے ساتھ آپس میں مؤدت اور رحمت کی بھی باعث ہے، کلوننگ کے طریقہ سے یہ مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے، یہ کہا جا سکتا ہے کہ قحبہ خانوں میں بھی افزائش نسل کا کاروبار چلتا ہے لیکن وہاں مودت اور رحمت پیدا نہیں ہوتی، وہاں تو حرام طریقہ سے ازالہ شہوت ہوتا ہے، اس کے علاوہ انسانی فضیلت کا سرمایہ بسلسلہ نسب بھی ضائع ہوتا ہے۔

﴿يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثىٰ وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا﴾ [الحجرات]۔

اے انسانو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے بنایا اور تمہارے خاندان اور قبیلے پہچان کے لئے بنائے۔

کلوننگ طریقہ پیدائش سے آدمیوں کی پہچان ہی ختم ہوجائے گی، پھر ماں ہی ماں رہے گی باپ کوئی نہ ہوگا، مندرجہ ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔

﴿فطرت الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله﴾ [الروم]۔

کلوننگ طریقہ پیدائش سے فطرت الٰہی میں فرق آتا ہے اور کسی کو اس میں تبدیلی کا حق حاصل نہیں ہے، تصویر سازی اور فوٹو گرافی میں اگرچہ تخلیق نہیں ہے بلکہ تخلیق سے مشابہت پائی جاتی ہے، اس کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

أشد الناس عذاباً يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله، متفق عليه (مشکوٰۃ)۔

قیامت کو سب سے زیادہ شدید عذاب ان کو دیا جائے گا جو اللہ کی تخلیق سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

مضاہات سے مراد تصویر کشی لی ہے۔ ابواب التصاویر میں بہت احادیث ہیں جن میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ملا علی قاری نے مرقات میں ان پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: اگر کوئی مضاہت خلق میں اس کے جائز اور حلال ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ کافر ہے۔

اب گذارش یہ ہے کہ نصوص میں جو دلائل مذکور ہوئے ہیں وہ قطعی ہیں، ان کے ہوتے ہوئے جواز کو تلاش کرنا ناجائز ہے بلکہ کفر ہے، قدیم زمانہ میں بلکہ انفرادی طور پر کہیں کہیں مرغیوں کے انڈوں کو کبوتروں کے نیچے رکھ کر بچے حاصل کئے جاتے تھے، پھر مرغی سے انجکشن کے ذریعہ انڈا

حاصل کیا جانے لگا، اب انجکشن کے ذریعہ توالد، ولد خواہ بندر ہوں یا انسان، کے تجربات شروع ہورہے ہیں، جو قرآنی نصوص کے خلاف ہیں، یہ بھی کیا عجیب ہے کہ اس قسم کے متعدد بلکہ بکثرت طریقوں کے موجد بنی اسرائیل یا اس سے متاثر لوگ ہوتے ہیں اور ہمارے علماء اُس کھرے کھوٹے کی پرکھ میں لگے ہیں، پرکھ کا ایک رخ یا حیلہ جواز کی شکل پیدا کرنا بھی ہوتا ہے، اور اس سے مغربی مشنری کا ایک منشا یہ بھی ہوتا ہے کہ ذہن اپنی تعمیر واصلاح سے ہٹ کر ادھر آئے، قدیم زمانہ میں یہی لوگ وضع حدیث میں لگے ہوئے تھے اور موضوعات اور اسرائیلیات کو اسلامی لٹریچر کا ایک اہم جز بنادیا گیا تھا، ہمارے نزدیک نام نہاد اکیڈمیاں اسی مشن کو پیدا کرتی ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆

## ۳

مفتی حبیب اللہ قاسمی :

سائنس وٹکنالوجی کے ارتقاء نے حیوانات ونباتات کی افزائش کی غیر خلقی صورتوں وشکلوں سے بڑھ کر انسانی تخلیق کی غیر خلقی افزائش کی جو صورتیں پیدا کی ہیں جن کا نام ان کی اصلاح میں کلوننگ ہے اس کی جتنی شکلیں ضبط تحریر ہیں وہ سب غیر شرعی ہونے کے ساتھ خالق کائنات اللہ جل مجدہ کی سنت مستمرہ سے متصادم ہونے کی وجہ سے حرام وناجائز ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿یهب لمن یشاء إناثاً ویهب لمن یشاء الذکور، أو یزوجهم ذکراناً وإناثاً ویجعل من یشاء عقیماً إنه علیم قدیر﴾ [الشوری/۴۹-۵۰]۔

لہذا ایک مومن کو منصوص ومشروع طریقہ پر ازدواجی زندگی گذارنے کے بعد مشیت باری کا منتظر رہنا چاہئے، سائنس کی ایجاد کردہ مروجہ شکل کے اختیار کرنے میں تصادم نص کے علاوہ معاشرتی بہت سے مفاسد بھی ہیں جو اہل نظر پر مخفی نہیں۔ لہذا ہر مومن اس طرح کی ایجادات سے اپنے کو بچائے اور نظام قدرت کا اپنے آپ کو پابند بنائے۔

واللہ اعلم بالصواب

## ۴

### مولانا سلطان احمد اصلاحی:

اس مسئلہ سے متعلق مرسلہ جدہ اکیڈمی اور مراکش سیمینار کی سفارشات بڑی حد تک کفایت کرتی ہیں، اور سردست اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی طرف سے ان کی توثیق وتائید سے بھی کام چل سکتا ہے۔ ہاں گفتگو ومذاکرے کی افادیت سے انکار نہیں کہ بعض نئے نکات ابھر سکتے ہیں، جدہ اکیڈمی کے مقابلے مراکش سیمینار کی تجاویز/سفارشات زیادہ برمحل اور مفید مطلب ہیں۔ کافی پہلے جنیٹک انجنیرنگ کے اخلاقی مسائل کے زیر عنوان (پندرہ روزہ ''احتساب'' علی گڈھ میں) گرامی قدر پروفیسر فضل الرحمٰن گنوری حال مقیم کراچی کا مضمون کئی قسطوں میں شائع ہوا تھا۔ زیر نظر مسئلہ کو آگے بڑھانے میں اس کو بھی پیش نظر رکھنا مناسب ہوگا۔ اس مسئلہ میں خاکسار کی جو رائے بن سکی ہے وہ پیشِ خدمت ہے:

۱۔ تحقیق کے موجودہ مرحلے میں جب کہ کلوننگ سے بعض انسانی مصالح کی توقع ہوسکتی ہو جس کی تفصیل آگے آتی ہے، اسے شریعت اسلامیہ میں مطلق حرام وممنوع قرار نہ دیا جائے۔

۲۔ اولاد کی پیدائش میں کلوننگ کے ذریعہ ایسا کوئی عمل جس میں شوہر اور بیوی کے علاوہ کسی تیسرے مرد وعورت کی شمولیت ہوتی ہو، اسلام کے نقطہ نظر سے مطلق حرام ہے۔

۳۔ کلوننگ کے ذریعہ اگر کوئی بانجھ جوڑا کسی تیسرے مرد وعورت کی شرکت وشمولیت کے بغیر صاحب اولاد ہوسکے تو یہ مستحسن اور پسندیدہ ہے۔

۴۔اس تکنیک کے ذریعہ اوپر کی شرط کے ساتھ کسی بھی طریقہ سے اگر ہونے والی اولاد کو ماں باپ کے کسی مرض سے محفوظ رکھا جاسکے، یا اس کی ذہنی یا جسمانی صلاحیت میں اضافہ کیا جاسکے تو یہ بھی مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

۵۔حیوانات ونباتات کی دنیا میں بھی کلوننگ کی تحقیق کو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ دنیا میں خیر وصلاح کا ذریعہ بنے، شر اور فساد کا موجب نہ قرار پائے۔

یہ ناچیز کی رائے کا حاصل اور خلاصہ ہے، تفصیلی دلائل الگ سے فراہم کئے جاسکتے ہیں لیکن سردست اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے۔

# کلوننگ کا شرعی حکم

۱۔ مراکش سمینار کا فیصلہ

۲۔ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ کا فیصلہ

۳۔ اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا اجتماعی فیصلہ

# انسانی کلوننگ کی بابت مراکش سمینار کا فیصلہ

الف۔ مقدمہ:

المنظمۃ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ نے ۱۹۸۳ء میں ایک سمینار بعنوان "توالد اسلام کی روشنی میں" منعقد کیا تھا، اس میں پیش کردہ دو تحریروں میں اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی تھی کہ پودوں، مینڈک اور چھوٹے سمندری جانوروں میں کلوننگ کے کامیاب تجربات کے بعد انسانی کلوننگ کے امکانات کس حد تک ہیں، اس سمینار میں سفارش کی گئی تھی کہ جانوروں کے اندر تجربات کے بعد انسانی کلوننگ کے مسائل پر کسی شرعی حکم کے اظہار میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے، البتہ ان مسائل کا طبی اور شرعی دونوں پہلوؤں سے مطالعہ جاری رکھا جائے۔

یہ موضوع دوبارہ سنگین شکل میں اس وقت سامنے آیا جب ۱۹۹۳ء میں اسکاٹ لینڈ کے اندر استتام کے طریقہ پر انسانی جنین کی کلوننگ کا تجربہ کیا گیا، اور پھر ۱۹۹۷ء میں کلوننگ کے ذریعہ "ڈولی" نامی بھیڑ کی پیدائش کا اعلان تقریباً آٹھ ماہ تاخیر سے کیا گیا، اس کے بعد اوریگون یونیورسٹی کے اندر دوسرے طریقہ سے دو بندر تیار کر لئے گئے، چونکہ جس تکنیک کے ذریعہ سائنسدانوں نے یہ کامیابی حاصل کی ہے وہی تکنیک بآسانی انسانوں کے اندر بھی اپنائی جاسکتی ہے، اس لئے یہ موضوع سبھوں کی فوری توجہ کا مرکز بن گیا، اور اس پر سخت ردعمل ظاہر کئے گئے۔

گرچہ اب تک انسان پر ایسے کسی تجربہ کا اعلان نہیں کیا گیا ہے، لیکن اس کے

متوقع نتائج سے آگاہی اور اس کے لئے شرعی قانون اور اخلاقی ضوابط کی فوری تعیین کے مقصد سے مغربی ممالک نے انسانی تجربات پر پابندی لگا کر یا اسے چند سالوں تک موقوف کر کے مطلوبہ تحقیقات پوری کرنی چاہی۔

☆ اس لئے المنظمة الاسلامیہ للعلوم الطبیہ نے اس سمینار میں اس موضوع پر فوری غور وخوض کا فیصلہ کیا۔

ب۔ کلوننگ کی تعریف:

دو یا دو سے زائد مخلوق کی تیاری جن میں سے ایک دوسری کی نقل ہو، کلوننگ کہلاتی ہے، اسکی دو صورتیں ہیں:

اول:

استتآم یا انڈے کو پھاڑنا، اس کی ابتداء بارآور انڈے (یعنی ایسا انڈا جس میں مادۂ منویہ داخل کیا جا چکا ہو) سے ہوتی ہے، جو منقسم ہو کر دو ہو جاتا ہے، اور ان میں سے ہر ایک از سر نو آغاز عمل کرتا ہے، جیسے وہ خود ہی "خلیۂ ام" (Mother Cell) ہو، اور ہر ایک مستقل جنین کی شکل اختیار کر لیتا ہے، گرچہ ایک ہی انڈے سے نکلنے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں۔

دوم:

تمام کلوننگ جس میں جنسی خلیہ کے بجائے جسم کے کسی بھی خلیہ کے نیوکلیس کو، نیوکلیس نکالے ہوئے انڈے کے غلاف میں ڈال دیا جاتا ہے، اور وہ خلیہ منقسم ہوتے ہوئے جنین کی شکل اپنا لیتا ہے جو اس جسمانی خلیہ والے شخص کے تقریباً مشابہ ہوتا ہے۔

ج۔ مباحثہ:

سیمنار میں اس موضوع کے طبی پہلوؤں پر بھرپور غور وخوض اور مباحثہ ہوا اور درج ذیل صورت میں وہ بنیادیں سامنے آئیں جن پر کلوننگ کا عمل قائم ہے:

ا۔ ۱۹۹۳ء میں "استنآم" کے طریقہ سے انسانی کلوننگ کا جو تجربہ کیا گیا وہ یہ تھا کہ بارآور انڈے کے اندر اس عمل کو شروع کرایا گیا جو باہم مشابہ جڑواں بچے ہونے میں طبعی طور پر اس کے اندر شروع ہوتا ہے، اور انڈے کی پہلی تقسیم کے بعد دونوں خلیوں میں سے ہر ایک اس طرح اپنے عمل میں مصروف ہوکر، جیسے وہ خود ابتدائی نیا انڈا ہو، تقسیم سے گذرتے ہوئے ایک مستقل جنین بننے لگتا ہے، اب ان دونوں جنینوں کو رحم کے اندر منتقل کر دیا جائے تو دو باہم مشابہ جڑواں بچے پیدا ہوں گے، کیونکہ دونوں ایک ہی انڈے کی پیداوار ہیں، یہ تحقیق بھی اس لئے مکمل نہیں ہوسکی ہے کہ ایجاد کرنے والے دونوں سائنسدانوں نے رحم میں منتقل کرنے سے گریز کیا، اور اسکے بجائے ایک عیب زدہ خلیہ منتخب کیا جو ابتدائی عمل سے آگے بڑھکر افزائش کے لئے تقسیم کا عمل شروع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اس گریز کی وجہ یہ تھی کہ انسانی جنین پر تجربہ ایک حساس اور خطرناک عمل ہے اور اخلاقی اور قانونی ضوابط وضع کرنے کے لئے کچھ وقت کا گذرنا ضروری ہے۔

اجلاس کا خیال ہے کہ اصول بارآوری کے طور پر یہ طریقہ تو درست ہے، لیکن نفع ونقصان کے پہلو سے اس کا اندازہ آنے والے دنوں میں ہی کیا جا سکتا ہے، اس کا ایک قریب ترین فائدہ یہ ہے کہ دو میں سے کسی ایک جنین یا اس کے خلیوں پر تشخیصی عمل ممکن ہے، اگر تشخیص میں وہ درست پایا جاتا ہے تو حمل کو رحم میں منتقل کر دیا جائے، اسی

طرح اس تکنیک کے ذریعہ بانجھ پن کی مشکلات پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے، اس تکنیک کے لئے بھی ٹسٹ ٹیوب بے بی سے متعلق سارے ضوابط لازمی ہوں گے۔

"ڈولی" نامی بھیڑ کی پیدائش میں جس تکنیک کا استعمال کیا گیا، یعنی بدن کے کسی سیل کے نیوکلیس کو ایسے انڈے کے اندر داخل کر دیا جائے جس کے نیوکلیس کو نکال دیا گیا ہوتا کہ وہ تقسیم کا عمل شروع کر کے ایک جنین کی شکل میں آجائے، سمینار میں اس پر تفصیل کے ساتھ غور کیا گیا۔

۲۔ یہ بھی واضح ہوا کہ اگر یہ مسئلہ روبہ عمل آجاتا ہے تو اسکے ساتھ زبردست نقصانات وابستہ ہیں، جن میں نمایاں ترین یہ ہے کہ فرد کی ذاتی حیثیت، اس کی خصوصیت، اپنے جیسے دیگر لوگوں میں اس کے امتیاز وتشخص پر دست درازی لازم آئیگی، محکم سماجی ڈھانچہ بکھر جائیگا، رشتہ وقرابت، نسب اور ان خاندانی ڈھانچوں کی بنیادیں زمیں بوس ہو جائیں گی جو پوری انسانی تاریخ میں معروف چلی آرہی ہیں، اور جنہیں اسلامی شریعت اور دیگر تمام مذاہب نے فرد وخاندان اور سماج کے تعلقات میں بنیاد تصور کیا ہے، قرابت داری، شادی، میراث اور تمدنی وتعزیراتی قوانین وغیرہ پر اس کے الٹے اثرات مرتب ہوں گے، ان سب کے علاوہ بے شمار احتمالات اور مفروضات بھی اس ضمن میں ذکر کئے جارہے ہیں۔

جائز ازدواجی رشتہ میں کسی تیسرے فریق کی شمولیت بہر نوعیت بلاشبہ حرام ہے، اس لئے سمینار نے ایسے کسی بھی مسئلہ کو شروع ہی سے زیر بحث نہیں رکھا۔

بعض فقہاء کرام نے کلوننگ سے تعلق رکھنے والے بعض عقائدی، اخلاقی اور عملی احکام پر بھی روشنی ڈالی۔

۳۔ یہ بات بھی پیش نظر رہی گئی کہ مغربی ممالک میں، جن کے بعض ملکوں میں کلوننگ پر تحقیقات و تجربات بھی جاری ہیں، انتہائی شدید تشویشناک ردعمل ظاہر کیا گیا، چنانچہ بعض ممالک نے تو انسانی کلوننگ کے تجربات پر بندش لگادی، بعض ممالک نے ایسے تجربات کو ملکی تعاون سے محروم کر دیا، اور بعض دیگر ممالک نے چند سالوں کے لئے اس کو روک دیا تا کہ ماہرین کی کمیٹیاں اس کا مطالعہ و تحقیق کر لیں پھر از سر نو کوئی فیصلہ کیا جائے۔

ان امور کے پیش نظر سمینار یہ اندیشہ محسوس کرتا ہے کہ بعض اصحاب ثروت اور دواؤں کی کمپنیاں اس بندش کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مالی تعاون فراہم کر کے تیسری دنیا کے ممالک میں ان تجربات کو روبہ عمل لائیں اور انسانی تجربات کے لئے تیسری دنیا کے ملکوں کو اپنا میدان بنائیں جیسا کہ گذشتہ بے شمار مسائل میں ان کی یہ عادت رہی ہے۔

۴۔ سائنسی تحقیق کی آزادی پر اسلام نے بندش نہیں لگائی ہے، اس راہ سے تو مخلوق کے اندر اللہ رب العزت کی سنت واشگاف ہوتی ہے، لیکن اسلام یہ بھی طے کرتا ہے کہ اس دروازہ کو اس طرح بالکل کھلا نہ چھوڑ دیا جائے کہ سائنسی تحقیقات کے نتائج کو عوامی میدان میں لاتے ہوئے کسی ضابطہ وقید کی پابندی نہ رہ جائے، اور شریعت کی مہر اس پر نہ لگے، جو مباح کی اجازت دیتی ہے اور حرام پر پابندی عائد کرتی ہے، کسی چیز کی اجازت صرف اس بنا پر نہیں دی جاسکتی کہ وہ قابل عمل ہے، بلکہ اس کی اجازت کے لئے ضروری ہے کہ وہ ضرر سے محفوظ ہو اور مخالف شرع نہ ہو۔ کچھ نقصانات ایسے ہوتے ہیں جو ایک طویل عرصہ گذرنے کے بعد ہی ظاہر ہوتے ہیں، لہذا بقدر استطاعت تحقیق و واقفیت سے قبل جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔

۵۔ ان مذکورہ بالا امور کی بنیاد پر جن پر تمام حاضرین کا اتفاق ہے، بعض حضرات کی رائے میں انسانی کلوننگ کلی اور جزوی دونوں طور پر حرام ہے، جبکہ بعض دیگر اصحاب کا خیال ہے کہ یہ موقع باقی رکھا جائے کہ موجودہ یا آئندہ کچھ صورتوں کی بابت کوئی افادیت ثابت ہو اور شریعت کے حدود میں اس کی گنجائش موجود ہو تو ہر ہر شکل کی بابت علاحدہ علاحدہ غور کر کے استثناءات کئے جاسکیں۔

۶۔ تمام حالات میں انسانی کلوننگ کا عملی ظہور ابھی قبل از وقت ہے، اور فوائد و نقصانات کا اندازہ وقت و مدت کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے، چنانچہ سردست یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ پودوں کے اندر کلوننگ کے تجربات چند سال گذرنے کے بعد بھی انسان کے لئے مفید باقی رہیں گے، حیوانات کے اندر تو یہ عمل ابھی داخلہ کے مرحلہ میں ہے، اس ضمن میں سب سے زیادہ تشویشناک امر مستقبل کا موہوم نتیجہ ہے، انسانیت کو ہرگز ماضی قریب کے اس سبق کو نہ بھولنا چاہئے جو ایٹم کے بکھراؤ کے میدان میں ہوا، کہ ایک مدت گذرنے کے بعد اس کے ایسے ایسے زبردست نقصانات سامنے آئے جن کا نہ علم تھا اور نہ ان کی توقع تھی، پودوں اور حیوانوں پر ہونے والے تجربات کے نتائج بھی ابھی ایک طویل عرصہ تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔

۷۔ جدید بایولوجیکل سائنس کے اندر عالم اسلام مغربی دنیا کا پیروئے محض بن کر نہ رہ جائے، اس کے لئے سمینار تاکید کرتا ہے کہ خود ہمارے یہاں ایسے سائنسی ادارے اور مراکز ہوں جو شرعی ضوابط کے مطابق ان تحقیقات کو انجام دیں۔

۸۔ سمینار کی نظر میں اس بابت کوئی حرج نہیں کہ معتبر ضوابط کی رعایت کے ساتھ حیوانات اور پودوں کے اندر کلوننگ کی تکنیک اختیار کی جائے۔

# انسانی کلوننگ

## انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ کا فیصلہ

بموقع دسواں سمینار مؤرخہ ۲۳/۲۸/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸/جون ۳/جولائی ۱۹۹۷ء

اکیڈمی اپنے اور المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية کے تعاون سے منعقد ہونے والے طبی فقہی کانفرنس منعقدہ الدار البیضاء مراکش مؤرخہ ۱۴/۱۷/جون ۱۹۹۷ء کی تفصیلات اور مناقشات کے علاوہ اپنے دسویں اجلاس کے مباحثات کی روشنی میں کلوننگ کی بابت درج ذیل نتیجہ پر پہنچی:

مقدمہ:

اللہ تعالی نے انسان کی بہترین تخلیق فرمائی، اور اسے انتہائی مقام عزت پر سرفراز فرمایا، ارشاد باری ہے: ﴿ولقد كرّمنا بني آدم وحملناهم في البر والبحر ورزقناهم من الطيبات وفضلناهم على كثير ممن خلقنا تفضيلا﴾ [اسراء/۷۰] (اور ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھایا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر)۔

اللہ نے اسے عقل سے نوازا اور پابند احکام بنایا، زمین میں نائب بنا کر اسے آباد کیا، اور اپنی وہ رسالت سونپی جو اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہے بلکہ وہی عین فطرت ہے، ارشاد ہے: ﴿فأقم وجهک للدين حنيفا، فطرة الله التي فطر

الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلک الدين القيم﴾ [الروم/٣٠] (سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر، وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو، بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو، یہی ہے دین سیدھا)۔

اسلام نے پانچ کلی مقاصد (دین، جان، عقل، نسل، مال) کے ذریعہ فطرت انسانی کا تحفظ کیا، اور فطرت کو بگاڑنے والی ہر تبدیلی سے اس کی حفاظت فرمائی خواہ وہ تبدیلی سبب ہو یا نتیجہ، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو مسلم شریف کے الفاظ میں یوں ہے: " إني خلقت عبادی حنفاء کلهم، وإن الشياطين أتتهم فاجتالتهم عن دينهم ......... وأمرتهم أن يغيروا خلقي" (میں نے اپنے سارے بندوں کو بالکل راست رو پیدا کیا، شیاطین آ کر انہیں ان کے دین سے پھیرتے ہیں، ....... اور انہیں میری تخلیق میں تبدیلی پر ابھارتے ہیں)۔

اللہ تعالی نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا، قرآن کی مختلف آیات میں انسان کو مخاطب کر کے غور و فکر اور بحث و تدبر کی دعوت دی گئی ﴿أفلا يرون﴾ (کیا وہ دیکھتے نہیں؟) ﴿أفلا ينظرون﴾ (کیا وہ غور و فکر نہیں کرتے؟) ﴿أو لم ير الإنسان أنا خلقناه من نطفة﴾ (کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے ایک نطفہ سے پیدا کیا) ﴿إن في ذلک لآيات لقوم يتفكرون﴾ (اس میں فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں) ﴿إن في ذلک لآيات لقوم يعقلون﴾ (اس میں عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں) ﴿إن في ذلک لذكرى لأولى الألباب﴾ (اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں) ﴿اقرأ باسم ربک الذى خلق﴾ (پڑھ اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا)۔

سائنسی تحقیق کی آزادی پر اسلام نے بندش نہیں لگائی ہے، اس راہ سے تو مخلوق کے اندر اللہ رب العزت کی سنت واشگاف ہوتی ہے، لیکن اسلام یہ بھی طے کرتا ہے کہ اس دروازہ کو اس طرح بالکل کھلا نہ چھوڑ دیا جائے کہ سائنسی تحقیقات کے نتائج کو عوامی میدان میں لاتے ہوئے کسی ضابطہ وقید کی پابندی نہ رہ جائے، اور شریعت کی مہر اس پر نہ لگے، جو مباح کی اجازت دیتی ہے اور حرام پر پابندی عائد کرتی ہے، کسی چیز کی اجازت صرف اس بنا پر نہیں دی جاسکتی کہ وہ قابل عمل ہے، بلکہ اس کی اجازت کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم نفع رساں ہو، اس سے انسانیت کے مصالح کی تکمیل اور مفاسد کا ازالہ ہوتا ہو، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ علم انسان کے شرف ومقام بلند اور اس کے مقصد تخلیق پر آنچ نہ لاتا ہو، انسان کو تجربات کا تختۂ مشق نہیں بنایا جاسکتا، فرد کی شخصیت اور اس کی خصوصیات اور تشخص پر دست درازی نہیں کی جاسکتی، نہ تو محکم سماجی ڈھانچہ کے اندر شگاف پیدا کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی قرابت ونسب اور رشتوں کے تعلقات اور ان خاندانی ڈھانچوں کو ملیامیٹ کیا جاسکتا ہے جو اللہ کی شریعت کے سایہ میں اور شرعی احکام کی مضبوط بنیادوں پر پوری انسانی تاریخ میں معروف چلے آرہے ہیں۔

اس وقت علم کی دنیا میں ایک نئی دریافت 'کلوننگ' کے نام سے ہوئی ہے جس کی گونج دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں سنی جارہی ہے، اس بابت حکم شرعی کی وضاحت ضروری تھی، ذیل میں علمائے دین اور مسلم ماہرین کی پیش کردہ تفصیلات اور فیصلے درج کئے جارہے ہیں:

## کلوننگ کی تعریف:

یہ بات معلوم ہے کہ اللہ کی سنت تخلیقی یہ ہے کہ دونطفوں کی آمیزش سے

انسانی مخلوق وجود میں آئی ہے، ان دو میں سے ہر ایک کے نیوکلیس میں متعدد کروموزوم ہوتے ہیں جو انسان کے کسی جسمانی خلیہ میں موجود کروموزوم کی نصف تعداد کے بقدر ہوتے ہیں، جب باپ (شوہر) کا نطفہ، جو مادۂ منویہ کہلاتا ہے، ماں (بیوی) کے نطفہ، جسے انڈا کہتے ہیں، سے ملتا ہے تو دونوں مل کر نطفہ 'امشاج' یا 'لقیح' میں تبدیل ہو جاتے ہیں، یہ مکمل موروثی تھیلی (جنیٹک پیکٹ) پر مشتمل ہوتے ہیں اور تقسیم کی طاقت رکھتے ہیں، جب اسے ماں کے رحم میں انجکٹ کر دیا جاتا ہے تو افزائش پا کر اللہ کے حکم سے ایک مکمل مخلوق وجود میں آ جاتی ہے، وہ اپنے اس عمل کے دوران تعداد بڑھاتے ہیں، اور ایک سے باہم مشابہ دو، پھر چار، پھر آٹھ، پھر اسی طرح بڑھتے ہوئے ایسے مرحلہ میں آ جاتے ہیں جہاں باہم متمایز اور علاحدہ ہو جاتے ہیں، اس امتیازی مرحلہ سے قبل لقیحہ کا ایک خلیہ دو باہم مشابہ حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے تو دو باہم مشابہ جڑواں بچے ہوتے ہیں، لقیحہ میں مصنوعی طور پر علاحدگی کا تجربہ جانوروں کے اندر کیا جا چکا ہے، اور اس سے باہم مشابہ جڑواں بچے پیدا ہوئے ہیں، لیکن ایسا تجربہ انسان کے اندر اب تک نہیں ہو سکا ہے، اسے ایک قسم کی کلوننگ شمار کرتے ہیں، کیونکہ اس سے مشابہ نسل تیار ہوتی ہے، اس عمل کو "استنساخ بالتشطیر" کا نام دیا گیا ہے۔

ایک مکمل مخلوق کی مشابہ مخلوق تیار کرنے کا ایک دوسرا طریقہ بھی ہے، وہ یہ ہے کہ جسم کے کسی بھی خلیہ سے نیوکلیس کی شکل میں مکمل موروثی تھیلی (جنیٹک پیکٹ) حاصل کر لی جائے اور اسے انڈے کے ایسے خلیہ میں داخل کر دیا جائے جس کے نیوکلیس کو نکال دیا گیا ہو، یہ مل کر ایک لقیحہ بن جاتے ہیں جو مکمل موروثی تھیلی (جنیٹک پیکٹ) پر مشتمل ہوتے ہیں، اور ساتھ ہی تقسیم ہونے کی طاقت بھی رکھتے ہیں، اب

اسے ماں کے رحم میں پیوست کر دیا جائے تو افزائش پا کر اللہ کے حکم سے ایک مکمل مخلوق وجود میں آجاتی ہے، اس نوعیت کی کلوننگ 'النقل النووی' (نیوکلیس ٹرانسفر) کے نام سے معروف ہے، اور مطلقاً کلوننگ کا لفظ بول کر یہی مفہوم مراد لیتے ہیں، 'ڈولی' نامی بھیڑ کے اندر اسی نوعیت کی کلوننگ کی گئی، لیکن اس طرح تیار ہونے والی نئی مخلوق اپنی اصل کے مکمل مشابہ نہیں ہوتی ہے، کیونکہ ماں کے انڈے سے نیوکلیس نکالنے کے بعد بھی اس انڈے کے اطراف میں نیوکلیس کے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں اور جسمانی خلیہ سے تشکیل پانے والی صفات میں ان اجزاء کے اثرات ہوتے ہیں۔

لہذا 'کلوننگ' کی تعریف یہ ہوئی کہ جسمانی خلیہ کے نیوکلیس کو بغیر نیوکلیس والے انڈے میں منتقل کر کے، یا بارآور انڈے کو اعضاء و خلیوں کے ممتاز ہونے کے مرحلہ سے پہلے ہی جدا کر کے ایک یا ایک سے زائد زندہ وجود کی پیدائش کی جائے۔

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان جیسے کاموں کو تخلیق یا تخلیق میں شمولیت نہیں کہا جا سکتا، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿أم جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقه فتشابه الخلق علیهم قل اللہ خالق کل شیء و هو الواحد القهار﴾ [رعد/ ۱۶] (کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک کہ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے، پھر مشتبہ ہوگئی پیدائش ان کی نظر میں، کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست) اور ارشاد ہے: ﴿أفرأیتم ما تمنون، أ أنتم تخلقونه أم نحن الخالقون، نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین، علی أن نبدّل أمثالکم و ننشئکم فی ما لا تعلمون، ولقد علمتم النشأة الأولی فلولا تذکرون﴾ [الواقعة: ۵۸-۶۲] (بھلا دیکھو تو جو پانی تم ٹپکاتے ہو، کیا تم اس کو

بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے، ہم ٹھہرا چکے تم میں مرنا، اور ہم عاجز نہیں اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں تمہاری طرح کے لوگ اور اٹھا کھڑا کریں تم کو وہیں جہاں تم نہیں جانتے، اور تم جان چکے ہو پہلا اٹھان، پھر کیوں نہیں یاد کرتے) اور ارشاد باری ہے: ﴿أو لم یر الإنسان أنا خلقناه من نطفة فإذا هو خصیم مبین، و ضرب لنا مثلا و نسی خلقه قال من یحیی العظام وهی رمیم، قل یحییها الذی أنشأها أول مرة و هو بکلّ خلق علیم، الذی جعل لکم من الشجر الأخضر ناراً فإذا أنتم منه توقدون، أو لیس الذی خلق السماوات والأرض بقادر علی أن یخلق مثلهم بلی وهو الخلاّق العلیم، إنما أمره إذا أراد شیئاً أن یقول له کن فیکون﴾ [یٰس: ۷۷-۸۲] (اور کیا دیکھتا نہیں انسان کہ ہم نے اس کو بنایا ایک قطرہ سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے بولنے والا، اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش، کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھلی ہو گئیں، تو کہو ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار، اور وہ ان سب کو بنانا جانتا ہے، جس نے بنا دی تم کو سبز درخت سے آگ، پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو، کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں بنا سکتا ان جیسے، کیوں نہیں، اور وہی ہے اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا، اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو، تو کہے اس کو ہو، وہ اسی وقت ہو جائے) نیز یہ بھی ارشاد ہے: ﴿ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طین، ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین، ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فکسونا العظام لحما ثم أنشأناه خلقاً آخر فتبارک الله أحسن الخالقین﴾ [المؤمنون: ۱۲-۱۴]

(اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے، پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں، پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا، پھر بنائی اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی، پھر بنائی اس بوٹی سے ہڈیاں، پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت، پھر اٹھا کھڑا کیا اس کو ایک نئی صورت میں، سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے)۔

اکیڈمی کے اجلاس میں غور و فکر اور شرعی اصولوں کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کیے گئے:

اول:

مذکورہ دونوں طریقوں یا کسی بھی دیگر طریقہ، جس سے انسانی اضافہ کیا جائے، کے ذریعہ انسانی کلوننگ حرام ہے۔

دوم:

اگر مذکورہ دفعہ (اول) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی چیز وجود میں آتی ہے تو ان حالات کے نتائج کے علاحدہ شرعی احکام دریافت کئے جائیں گے۔

سوم:

ازدواجی تعلقات کے اندر کلوننگ کی غرض سے کسی تیسرے فریق کی شمولیت کی تمام صورتیں خواہ رحم ہو، انڈا ہو، مادۂ منویہ ہو، یا جسمانی خلیہ ہو، حرام ہیں۔

چہارم:

جراثیم، باریک جانداروں، پودوں اور حیوانوں کے میدانوں میں حصول

مصالح اور ازالۂ مفاسد کے شرعی ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے کلوننگ اور جنیٹک انجنیر نگ کی تکنیک سے استفادہ شرعاً جائز ہے۔

پنجم:

اسلامی ممالک سے اپیل کی جائے کہ ایسے قوانین اور ضوابط نافذ کریں جن کی رو سے علاقائی و بیرونی اداروں، تحقیقی مراکز اور بیرونی ماہرین کے لئے ہرگز اجازت نہ ہو کہ بلا واسطہ یا بالواسطہ کسی بھی طرح انسانی کلوننگ اور اس کی ترویج کے لئے اسلامی ممالک کو میدان کار بنائیں۔

ششم:

اسلامک فقہ اکیڈمی اور المنظمة الاسلامیہ للعلوم الطبیہ کی جانب سے مشترکہ طور پر کلوننگ کے موضوع پر مطالعہ جاری رکھا جائے، اس کی نئی تحقیقات حاصل کی جاتی رہیں، اس کی اصطلاحات کی توضیح کی جائے، اور متعلقہ شرعی احکام کی وضاحت کے لئے ضروری میٹنگوں اور ورکشاپ کا اہتمام جاری رہے۔

ہفتم:

علماء دین اور ماہرین پر مشتمل اکسپرٹ کمیٹیاں بنائی جائیں جو بایولوجی سے متعلق تحقیقات کے لئے ضابطۂ اخلاق مرتب کریں جنہیں اسلامی ممالک میں اپنایا جائے۔

ہشتم:

ایسے سائنسی اداروں کے قیام اور ان کے تعاون کی کوشش کی جائے جو انسانی کلوننگ سے ہٹ کر بایولوجی اور جنیٹک انجنیر نگ کے میدانوں میں شرعی ضوابط کے

مطابق تحقیقات انجام دیں، تا کہ اس میدان میں عالم اسلام غیروں کا حاشیہ بردار اور محتاج نہ رہے۔

نہم:

نئی سائنسی تحقیقات کی اسلامی بنیادیں فراہم کی جائیں اور ذرائع ابلاغ کو دعوت دی جائے کہ ان مسائل کو ایمانی نگاہوں سے دیکھیں، اور ان کے تئیں اسلام مخالف نقطۂ نظر سے گریز کریں، اور رائے عامہ کو اس طرح بیدار کیا جائے کہ کسی بھی مسئلہ میں کوئی موقف اختیار کرنے سے پہلے استحکام و ثابت قدمی رکھی جائے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وإذا جاء هم أمر من الأمن أو الخوف أذاعو به ولو ردّوه إلى الرسول و إلى أولي الأمر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم﴾ [نساء/۸۳]۔

# کلوننگ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا فیصلہ

بموقع دسواں فقہی سمینار مورخہ ۲۴ تا ۲۷ / اکتوبر ۱۹۹۷ء

بمقام حج ہاؤس۔ ممبئی

اسلام نے علم وتحقیق کے دراوزے کھلے رکھے ہیں، انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل وخرد کے ذریعہ جن باتوں کی تحقیق کرتا ہے وہ ایجاد نہیں ''اکتشاف'' ہے، اور تخلیق میں شرکت نہیں بلکہ پہلے سے موجود فطرت کے حقائق سے پردہ اٹھانا ہے۔

اسلام نے ہر ایسی تحقیق کی حوصلہ افزائی کی ہے جو انسان کے لئے نافع ہو اور شریعت اسلامی کے مقاصد خمسہ حفظ دین، حفظ نفس، حفظ نسل، حفظ عقل اور حفظ مال میں معاون ہو، اور مضرت رساں نہ ہو، شریعت اسلامی کے انہیں تصورات اور اصولی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے اجلاس منعقدہ ممبئی ۲۴ / تا ۲۷ / اکتوبر ۱۹۹۷ء نے کلوننگ کے مسئلہ پر غور کیا اور جدہ کی مجمع الفقہ الاسلامی کی اس موضوع پر تجویز کو سامنے رکھ کر اصولی طور پر اس سے اتفاق کرتے ہوئے درج ذیل تجاویز منظور کیں:

۱۔ کلوننگ کے سلسلہ میں جو تفصیلات اور صورتیں اب تک سامنے آئی ہیں، اور

ان کی وجہ سے جن اخلاقی اور سماجی نقصانات کا خطرہ ہے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی بھی طریقہ پر انسانی کلوننگ حرام ہے۔

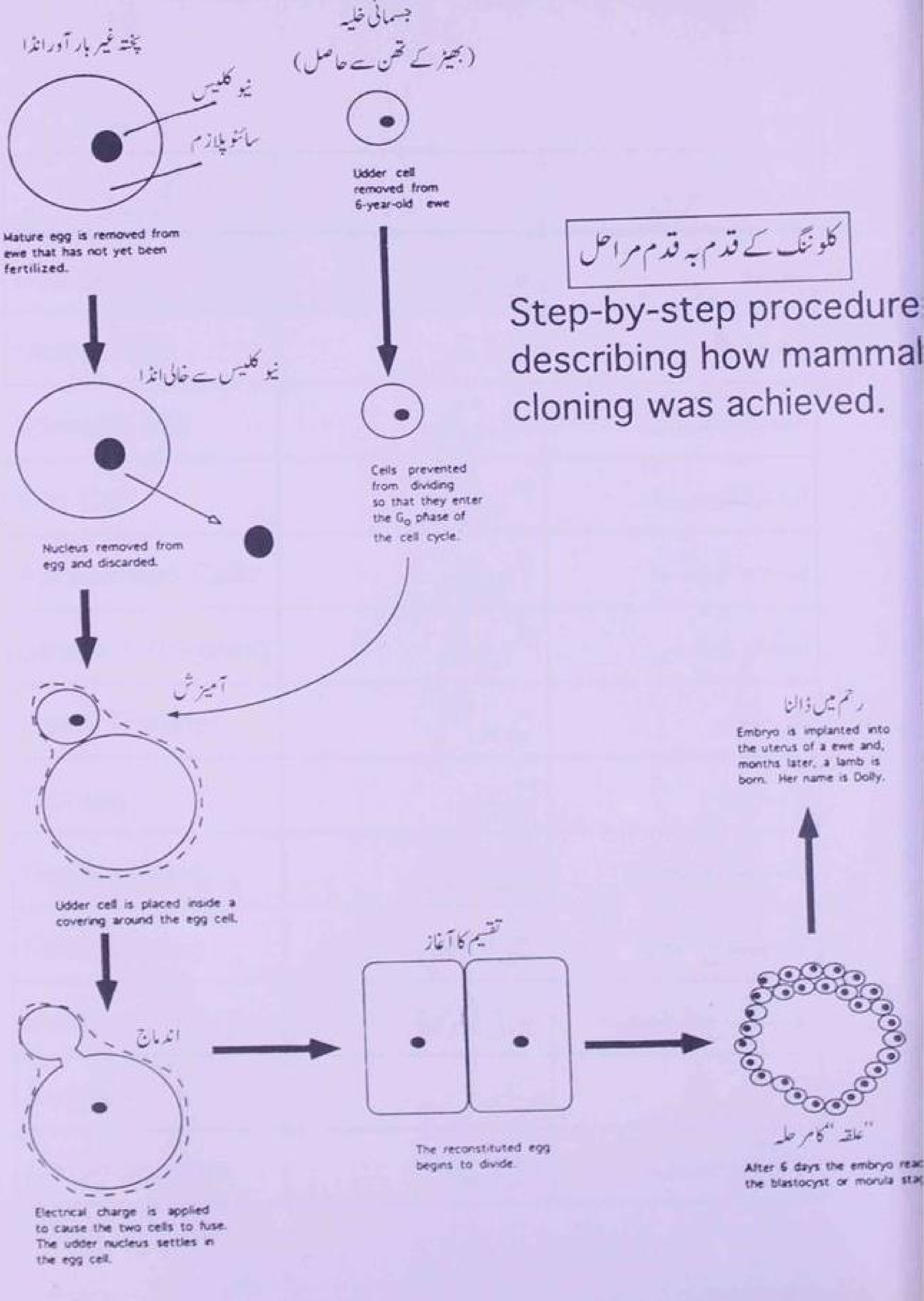
۲۔ نباتات وحیوانات میں ایسی کلوننگ جو انسانی مفاد میں ہو اور جو انسان کے لئے دینی اخلاقی اور جسمانی اعتبار سے مضرت رساں نہ ہو، جائز ہے۔

۳۔ اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہ سمینار حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ ایسے قوانین وضع کئے جائیں جن کی رو سے ملکی یا غیر ملکی تحقیقاتی ادارے یا تجارتی کمپنیاں ہمارے ملک کو انسانی کلوننگ کی تجربہ گاہ نہ بنائیں۔

☆☆☆☆☆

## کلوننگ کے قدم بہ قدم مراحل

# Step-by-step procedure describing how mammal cloning was achieved.



# چند متعلقہ اصطلاحات

| عربی | اردو | انگریزی |
|---|---|---|
| الخلية | خلیہ/نسیج | Cell |
| الخلية الأم | بنیادی خلیہ | Mother Cell |
| الخلية الجسدية | جسمانی خلیہ | Somatic Cell |
| الخلية الجنسية | جنسی خلیہ | Sex Cell |
| الخلايا الجنسية | جنسی خلیے | Aphrodisiac Cells |
| التكاثر الجنسي | جنسی اضافہ | Sexual Inbreeding |
| نقل الجين | جین کی منتقلی | Gene Transfer |
| الاستنساخ | فوٹو کاپی | Cloning |
| الاستنساخ الجيني | جینی فوٹو کاپی | Gene Cloning |
| الاستنساخ الجنيني | جنینی فوٹو کاپی | Fetal Cloning |
| الاستنساخ البشري | انسانی فوٹو کاپی | Human Cloning |
| النواة | مرکزہ | Nucleus |
| الأجسام الصبغية | لونی اجسام | Chromosomes |

| | | |
|---|---|---|
| Cytoplasm | سائٹوپلازم (رقیق مادہ) | السیتوبلازما |
| Artificial Insemination | مصنوعی بارآوری | التلقیح الصناعی |
| Genetic Engineering | جنیٹک انجنیرنگ | الهندسة الوراثية |
| Genetic Packet | موروثی تھیلی | الحقيبة الوراثية |
| D.N.A | ڈی۔این۔اے | الحمض النووی الأمینی |
| Embryo | جنین | الجنین |
| Surrogate Mother | قائم مقام ماں | |